

# ہفت روزہ ندائے خلافت

31

www.fanzeem.org



تنظیم اسلامی کا پیغام  
خلافت راشدہ کا نظام

مسلح اشاعت کا  
33 واں سال

## تنظیم اسلامی کا ترجمان

13 تا 17 صفر المظفر 1446ھ / 13 تا 19 اگست 2024ء

### استحکام و بقاء پاکستان کے ناگزیر لوازم

- ملک و ملت کے استحکام ہی نہیں، بقا تک کے لیے حسب ذیل چیزیں ناگزیر اور لازمی ہیں:
- ☆ ایک ایسا طاقتور انسانی جذبہ جو جملہ حیوانی جبلتوں پر غالب آجائے اور قوم کے افراد میں کسی مقصد کے لیے تنہا دھن لگا دینے حتیٰ کہ جان تک قربان کرنے کا مضبوط ارادہ اور قومی داعیہ پیدا کر دے۔
  - ☆ ایک ایسا ہمہ گیر نظریہ جو افراد قوم کو ایک ایسے مضبوط ذہنی و فکری رشتے میں منسلک کر کے بنیان مرحوم بنادے جو رنگ، نسل، زبان اور زمین کے تمام رشتوں پر عداوی ہو جائے اور اس طرح قومی یک جہتی اور ہم آہنگی کا ضامن بن جائے!
  - ☆ عام انسانی سطح پر اخلاق کی تعمیر نو جو صداقت، امانت، دیانت اور ایثار و عہد کی اساسات کو از سر نو مضبوط کر دے اور قومی و ملی زندگی کو رشوت، خیانت، ملامت، جھوٹ، فریب، نا انصافی، جانبداری، ناجائز اقتدار پروری اور وعدہ و خلافی ایسی تباہ کن بیماریوں سے پاک کر دے۔
  - ☆ ایک ایسا نظام عدل اجتماعی (System of Social Justice) جو مرد اور عورت، فرد اور ریاست، اور سرمایہ اور محنت کے مابین عدل و اعتماد اور تقسط و انصاف اور فی الجملہ حقوق و فرائض کا صحیح و حسین توازن پیدا کر دے!
- تحریک پاکستان کے تاریخی اور واقعاتی پس منظر، اور پاکستان میں بسنے والوں کی عظیم اکثریت کی فکری و جذباتی ساخت، دونوں کے اعتبار سے یہ بات بلا خوف تردید کہی جاسکتی ہے کہ اس ملک میں یہ تمام تقاضے صرف اور صرف دین و مذہب کے ذریعے اسلام کے حوالے اور ناتے سے پورے کیے جاسکتے ہیں۔

استحکام پاکستان

ڈاکٹر اسرار احمد

غزہ پر اسرائیل کی وحشیانہ بمباری کو 311 دن گزر چکے ہیں!  
کل شہادتیں: 40500 سے زائد، جن میں بچے: 16500،  
عورتیں: 12400 (تقریباً)۔ زخمی: 92000 سے زائد

### اس شمارے میں

قائدانیت کے حوالے سے  
سپریم کورٹ کا فیصلہ

ملکی مسائل اور مقتدر طبقات کی  
ذمہ داری اور اسماعیل بنیہ کی شہادت

عزم استحکام پاکستان.....

جشن آزادی کے لیے  
آزادی بھی تو چاہیے!

جوئے بنگلہ رجا کار

لبو کے سارے شعبدے،  
لبو کے سارے مجزے



## مشرکین ہدایت سے خالی، خواہشات کے بندے

الْمَدِينَة  
1096

آیات: 49-50

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سُورَةُ الْقَصَصِ

قُلْ فَاتُوا بِكِتَابٍ مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ هُوَ أَهْدَىٰ مِنْهُمَا أَتَّبِعُهُ إِن كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٤٩﴾ فَإِنْ لَّمْ  
يَسْتَجِيبُوا لَكَ فَاعْلَمْ أَنَّمَا يَتَّبِعُونَ أَهْوَاءَهُمْ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ  
هُدًى مِّنَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿٥٠﴾

آیت: ۴۹ ﴿قُلْ فَاتُوا بِكِتَابٍ مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ هُوَ أَهْدَىٰ مِنْهُمَا أَتَّبِعُهُ إِن كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٤٩﴾﴾ ”آپ کیسے کہ پھر

لاؤ کوئی ایسی کتاب اللہ کے پاس سے جو ان دونوں سے زیادہ ہدایت والی ہو، میں اس کی پیروی کروں گا، اگر تم سچے ہو!“  
اس جملے سے بات گویا واضح ہو گئی کہ پچھلی آیت میں اہل مکہ ہی کا قول نقل ہوا ہے جس میں انہوں نے قرآن اور تورات کو  
”سبخون تظاہرًا“ قرار دیا تھا۔ تو اے نبی ﷺ! آپ ان سے کہیے کہ اگر قرآن اور تورات دونوں ہی آپ لوگوں کے لیے  
قابل قبول نہیں تو پھر اللہ کی نازل کردہ کوئی ایسی کتاب پیش کرو جو ان دونوں سے زیادہ ہدایت بخشنے والی ہو۔

آیت: ۵۰ ﴿فَإِنْ لَّمْ يَسْتَجِيبُوا لَكَ﴾ ”پھر اگر یہ لوگ آپ کی بات کو قبول نہ کریں“

آپ کی اس دلیل کو بھی اگر یہ لوگ تسلیم نہ کریں:

﴿فَاعْلَمْ أَنَّمَا يَتَّبِعُونَ أَهْوَاءَهُمْ﴾ ”تو جان لیں کہ یہ لوگ صرف اپنی خواہشات کی پیروی کر رہے ہیں۔“

﴿وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللَّهِ﴾ ”اور اُس شخص سے بڑھ کر کون گمراہ ہوگا جو اپنی خواہشات

کی پیروی کر رہا ہو اللہ کی طرف سے کسی ہدایت کے بغیر!“

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ﴾ ”یقیناً اللہ ایسی ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔“



## دنیا میں گناہوں کی سزا

درس  
حدیث

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِعَبْدِهِ الْخَيْرَ حَجَّلَ لَهُ الْعُقُوبَةَ فِي الدُّنْيَا وَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ  
بِعَبْدِهِ الشَّرَّ أَمْسَكَ عَنْهُ بِذَنْبِهِ حَتَّىٰ يُؤَافِيَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) (رواه الترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے لیے بھلائی کا ارادہ فرمالتے ہیں تو  
دنیا میں اُسے (اس کے گناہوں کی) سزا دے دیتے ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ کسی شخص کے لیے برائی کا ارادہ فرمالتے ہیں تو اس کے  
گناہوں کی سزا کو قیامت تک کے لیے روک لیتے ہیں، یہاں تک کہ قیامت کے دن اسے پوری پوری سزا دیں گے۔“

تشریح: بندہ مومن کو جب ایمان کی لذت نصیب ہو جاتی ہے تو وہ اس زندگی کی تمام آفات و آرزائشوں کو بڑی پامردی سے جھیلتا ہے، کیونکہ اسے معلوم  
ہوتا ہے کہ جب آزمائشیں میرے مالک کے اذن ہی سے وارد ہوتی ہیں اور اس میں میری بھلائی ہے تو مجھے ان کو مالک کی رضا سمجھ کر برداشت کرنا چاہیے۔

# ندائے خلافت

تخلافت کی بنیادیں ہوں پھر استوار  
لاکھوں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا تاب و نگر

تنظیم اسلامی ترجمان نظام خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مروت

13 تا 17 صفر المظفر 1446ھ جلد 33  
13 تا 19 اگست 2024ء شماره 31

مدیر مسئول: حافظ عارف سعید  
مدیر: خورشید انجم  
اداری معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین  
پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری  
مطبع: مکتبہ جدید پریس ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

”دارالاسلام“ ملتان روڈ چوکنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800  
فون: 78-78-35473375 (042)  
E-Mail: markaz@tanzeem.org  
مقام شاعت: 36 کے ڈال ٹاؤن لاہور۔ 54700  
فون: 35869501-03 فکس: 35834000  
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ: 20 روپے

سالانہ ذمہ تعاون

اندرون ملک ..... 800 روپے  
بیرون پاکستان

امریکہ: کینیڈا: آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)  
اظہار یورپ: ایشیا: امریکہ وغیرہ (16,000 روپے)  
ڈرافٹ: منی آرڈر یا پے آرڈر

مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن کے عنوان سے ارسال  
کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

Email: maktaba@tanzeem.org

”ادارہ“ کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء  
سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

## عزم استحکام پاکستان.....

”دیر آید درست آید“ کے مصداق 77 سال کے بعد مملکت خداداد پاکستان کے عدم استحکام کا اعتراف کر کے اس کے استحکام کے لیے عزم کا اظہار کیا گیا ہے۔ جیسے ہی یہ خبر سامنے آئی تو ملک کے طول و عرض سے اس کے خلاف آوازیں اٹھنا شروع ہو گئیں۔ حیرت ہوئی کہ اس مبارک عزم کی تائید کی بجائے اس پر تنقید اور اس کی مخالفت کیوں کی جارہی ہے؟ معلوم ہوا کہ اس کے ساتھ ”آپریشن“ کا لفظ جڑا ہوا ہے جس کا مطلب یہ ہے استحکام کے راستے میں کچھ رکاوٹیں یعنی بیماریاں ہیں جن کا علاج آپریشن کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ چونکہ اس سے قبل کچھ خرابیوں کو دور کرنے کے لیے جو تدابیر اختیار کی گئیں ان کو بھی آپریشن کا نام دیا گیا تھا جیسے ”آپریشن رد الفساد“ وغیرہ۔ اس لیے عزم استحکام کے لیے جب آپریشن کی اصطلاح استعمال کی گئی تو مخالفت کی وجہ سمجھ آئی کہ ہر معاملے میں آپریشن کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ان کو ہر بیماری سے نجات اور جسم و جان کی صحت یابی کے لیے آپریشن کروانا لازماً نہیں ہوتا۔ بلکہ طب کی دنیا میں کسی بیماری کے علاج کے لیے آپریشن آخری حربہ (Last resort) ہوتا ہے۔ اس وقت عزم استحکام پاکستان کی مخالفت صرف آپریشن کی وجہ سے کی جارہی ہے، اس لیے اس اختلاف کی گنجائش ہے۔ البتہ اس کی مخالفت کرنے والوں کی طرف سے ابھی تک استحکام پاکستان کے لیے کوئی ٹھوس، دیر پا اور مستقل متبادل تدبیر کی تجویز نہیں پیش کی گئی۔ اگر مخالفین اس حقیقت سے ہی انکار کرتے ہیں کہ پاکستان عدم استحکام کا شکار ہے تو اس مخالفت کا جواز ہے۔ اگر معاملہ اس کے برعکس ہو جیسا کہ فی الواقع ایسا ہی ہے تو پھر مخالفت کی بجائے سنجیدگی سے غور و فکر کی ضرورت ہے اور عزم بالجزم کے ساتھ فوری طور پر اس طرف متوجہ ہونا چاہیے۔ ہمارے خیال میں پاکستان کا عدم استحکام محض وہم نہیں ہے، یہ ایک حقیقت ہے اور اس کے تدارک کی سنجیدگی سے کوشش کرنی چاہیے۔

14 اگست 2024ء کو پاکستان کا 77 واں یوم آزادی منایا جائے گا۔ پون صدی سے زائد کا عرصہ گزر جانے کے بعد ملک و ملت کی خیر خواہی کا یہ تقاضا ہے کہ پہلے ہم یہ اعتراف کریں کہ پاکستان واقعی عدم استحکام کا شکار ہے۔ یہ دراصل مرض کی تشخیص ہے اور دوسرے مرحلے پر اس کے صحیح حل یعنی درست علاج کی تجویز پیش کی جائے۔ یادش بخیر! یہ 1980ء کی دہائی تھی جب پاکستان بالخصوص صوبہ سندھ میں بہت افراطی تھی۔ اندرون سندھ علیحدگی پسند تحریک کی سرپرستی جی ایم سید صاحب فرما رہے تھے اور کراچی حیدرآباد میں مہاجر قومی موومنٹ کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ اس وقت ایک مرد درویش، دور اندیش و دور بین نے حالات کی خطرناکی (Gravity of the situation) کو محسوس کیا اور میدان عمل میں آئے اور انہوں نے ”استحکام پاکستان“، ”استحکام پاکستان اور مسئلہ سندھ“ دو علیحدہ علیحدہ کتب لکھ کر ملت کی راہنمائی کا فریضہ انجام دیا۔ یہ مرد خود آگاہ و خدا مست ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ تھے۔ انہوں نے سب سے پہلے پاکستان کی عمر کے چالیس سالوں کا تذکرہ کیا اور قرآن سے استدلال کرتے ہوئے چالیس سال کی عمر کی دینی و تاریخی اہمیت کو واضح کیا۔ اس وقت پاکستان اپنی عمر کے چالیس برس میں تھا۔ اب 77 سال کا ہو گیا ہے مگر عدم استحکام ابھی تک برقرار ہے۔ اب وقت آ گیا ہے کہ اس مسئلے پر سنجیدگی سے غور و فکر کر کے درست سمت کا تعین کر کے عملی پیش رفت کا جامع منصوبہ ترتیب دیا جائے۔

سب سے پہلے ہمیں ماننا پڑے گا کہ پاکستان اسلام کے نام پر بنا ہے اور اسلام ہی اس کے وجود کا واحد جواز ہے۔ مگر قیام پاکستان کے بعد اس طرف کوئی توجہ نہیں دی گئی جس کی وجہ سے ملی و دینی وحدت کی بجائے انتشار و اختلاف پیدا ہوا اور ایک حصہ جو آبادی کے اعتبار سے بڑا تھا، کٹ کر ایسے علیحدہ ہوا کہ اس نے اپنا نام تک بدل دیا۔



مشرقی پاکستان کی بجائے وہ بنگلہ دیش بن گیا اور اپنے تشخص سے ہی دستبردار ہو گیا۔

2- معاشی استحکام کے لیے سب سے پہلے معیشت سے سود کے خاتمے کا اعلان کر کے اللہ جل جلالہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف پراچنگ کو ختم کیا جائے۔ اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ ہماری معیشت کو درست فرمائے گا۔ گو یا معاشی عدم استحکام کا علاج بھی رجوع الی اللہ ہے۔

3- ختم نبوت کا مسئلہ قرآن و سنت کے عین مطابق دستور پر طے کر دیا گیا ہے۔ کسی ادارے کو اس حوالے سے شک و شبہ نہیں ہونا چاہیے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے وفاداری ہمیں ایک امت واحدہ بنانے کا ذریعہ بنے گی۔

کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

4- معاشرتی سطح پر بے حیائی کے کلچر کو لگام دی جائے۔ تمام ذرائع ابلاغ کو اسلامی اخلاق و اقدار کا پابند بنایا جائے۔ غیر مخلوط ماحول پیدا کیا جائے اور تعلیمی اداروں میں مرد و زن کے اختلاط (Coeducation) کو فوری روکا جائے تاکہ نوجوان بچوں اور بچیوں کا مستقبل محفوظ ہو سکے۔ ورنہ معاشرہ سماجی انارکی اور جنسی آوارگی میں مبتلا ہو کر ختم ہو جائے گا۔

5- اسلام کے قوانین قصاص، حدود و تعزیرات کو فی الفور نافذ کیا جائے تاکہ لاقانونیت کا خاتمہ ہو سکے اور اس سے جرائم پیشہ افراد پر رعب و خوف طاری ہوگا۔ قتل و غارت گری جسے آج کل دہشت گردی سے تعبیر کیا جاتا ہے، اس سے بھی چھٹکارا ملے گا۔

آخر میں ہم اپنے ملک کے تمام طبقات پر واضح کرنا چاہتے ہیں کہ اسلام اپنی اصل کے اعتبار سے صرف ”مذہب“ نہیں، کامل ”دین“ ہے، جو صرف عقائد و عبادات اور چند معاشرتی و سماجی رسومات سے عبارت نہیں ہے، بلکہ ان سب پر مستزاد ایک کامل و اکمل، متوازن و معتدل اور عادلانہ و منصفانہ معاشرتی، معاشی اور سیاسی نظام پر مشتمل ہے۔ لہذا پورے نظام زندگی پر اللہ کے عطا کردہ کامل سماجی و معاشی و سیاسی نظام (Socio-Political-Economic System) کا غلبہ ہر بندہ مومن کی زندگی کا اصل مقصد اور اس ”جہاد زندگانی“ کا اصل ہدف ہے جس کے لوازم و شرائط اور اوزار و ہتھیار ہیں: ایمان و یقین کی دولت، پیہم سخی و جہد کا مادہ اور محبت اور اخوت کی قوت و تخییر، بقول علامہ اقبال مرحوم:

یقین محکم، عمل پیہم، محبت فاتح عالم

جہاد زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں!

ہم ارباب حل و عقد کو یقین دلاتے ہیں کہ ریاست پاکستان کی اسلامی نظام کی طرف پیش قدمی سے ان تمام عناصر کی تنگی کٹی ہو سکے گی، جو اسلام کا نام لے کر اس کی رٹ کو پلچ کر رہے ہیں۔ اسلامی نظام کے نفاذ سے ایسے عناصر اپنی اخلاقی ساکھ کھو بیٹھیں گے۔ اس معاشرے میں انہیں پناہ نہیں مل سکے گی۔ اور سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوگی جس سے افراد معاشرہ میں اتحاد و یکجہتی، اخوت و بھائی چارے کی فضا قائم ہوگی۔ اللہ کی رحمت سے معاشرت کے استحکام سے معیشت بھی سنبھلنا شروع ہوگی۔ اسلام کو موقع دیجیے اور پھر دیکھیے کہ پاکستان کیسے مستحکم و مضبوط ہوتا ہے اور پورے عالم کے لیے عملی نمونہ بھی بنے گا جیسے کبھی مدینہ منورہ سلطنت روم اور فارس کے لیے قابل تقلید نمونہ بنا تھا۔

باقی بچنے والے حصے مغربی پاکستان میں اسلام کے ساتھ سوتیلا سلوک جاری رہا جس کے نتیجے میں ملکی و ملی تشخص کے مقابلے میں سندھی، بلوچی، پنجتون، پنجابی اور سرانگھی شناختوں نے سراٹھائے اور پچا کچھا ملک انتشار و فترت کے باعث مزید عدم استحکام کا شکار ہوا۔ افغانستان کی پہلی طالبان حکومت کو گرانے میں جب ہم نے اپنا کدھا پیش کیا تو ملک کے اندر ایک اور بحران نے ٹی ٹی پی کی صورت میں جنم لیا۔ ٹی ٹی پی عنصر کو بڑی آسانی سے شکست دی جاسکتی تھی اگر حکومت پاکستان اور بالخصوص اس کے مقتدر طبقات اسلامی نظام کو اختیار کرنے کی طرف پیش قدمی کرتے۔ مثبت اقدام کی بجائے ہم نے طاقت کے زور پر مسائل کو حل کرنے کی ٹھان لی نتیجہ زیادہ خطرناک نکلا۔ موجودہ صورت حال سے نکلنے کا ایک ہی راستہ ہے اور وہ ہے پاکستان کے استحکام کی واحد اساس یعنی اسلام کی طرف فوری رجوع کیا جائے۔ ہمیں اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ اسلام کے علاوہ ہمارے پاس کوئی متبادل نہیں ہے۔ نہ تاریخ ہماری پشت پر ہے اور نہ ہی جغرافیہ۔ اسی طرح نسلی، لسانی اور قومی تشخص نام کی کوئی چیز بھی ہمارے پاس نہیں ہے۔ پاکستان کے استحکام کا کل دار و مدار ایک ہی چیز پر ہے اور وہ وہی ہے جس نے اسے جنم دیا تھا یعنی پاکستان کا مطلب کیلا اللہ الا اللہ۔ یہ بات ہر اس شخص کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے جو کسی بھی وجہ سے پاکستان کی بقاء و استحکام کا طالب اور خواہش مند ہو۔

ہمیں اس حقیقت کا ادراک ہے کہ عوام کی فلاح و بہبود، انتظامی مشینری کی اصلاح و تطہیر اور مختلف علاقوں کے رہنے والوں اور مختلف طبقات سے تعلق رکھنے والوں کا اعتماد و اطمینان بھی نہایت اہم امور ہیں اور ان کے بغیر بھی یقیناً پاکستان مستحکم نہیں ہو سکتا۔ اور خاص طور پر موجودہ حالات میں معاشی بد حالی، سماجی انتشار اور سیاسی ابتری کے باعث تو ان کی اہمیت بہت ہی زیادہ بڑھ گئی ہے، اور اس حوالے سے بھی شدید کوشاںی مسلسل ہو رہی ہے اگر جلد از جلد اس کی تلافی کی صورت پیدا نہ ہوئی تو شدید اندیشہ ہے کہ یہ پچا کچھا پاکستان بھی خدا خواستہ ”تمہاری داستان تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں“ کا مصداق نہ بن جائے۔

تاہم پاکستان کے دوام و استحکام کی اصل اساس یہ چیزیں نہیں بلکہ صرف اور صرف اسلامی نظام کا نفاذ ہے۔ اسلامی نظام کے نفاذ کے بغیر پاکستان کسی نہ کسی بڑی طاقت کا دم چھٹا بن کر رہے گا جیسا کہ اس وقت وہ امر کی دباؤ کے تحت ہے۔ صرف اسلامی جمہوریہ پاکستان نام کی وجہ سے پاکستان ہرگز مستحکم نہیں ہو سکتا۔ اس کے لیے فوری طور پر درج ذیل امور کا اہتمام کر لیا جائے تو پاکستان کے استحکام کا رخ متعین ہو جائے گا اور جیسے جیسے ہم دین کے نفاذ کی تکمیل کی طرف بڑھیں گے ان شاء اللہ استحکام بھی آتا جائے گا اور مذہب کی آڑ میں دہشت گردی کرنے والوں کو کہیں پناہ نہیں ملے گی:

1- پاکستان اسلام کے نام پر بنا تھا اور شروع میں ہی اس کی اسلامی شناخت کو قرارداد مقاصد پاس کر کے نمایاں کیا گیا۔ مختلف مکاتب فکر کے 31 علماء نے 22 متفقہ دستوری نکات پیش کر کے پاکستان کے جواز کو مزید مستحکم کیا۔ 1973ء میں ایک دستور بنا کر اعلان کیا گیا کہ ریاست پاکستان میں اقتدار اعلیٰ کا مالک صرف اللہ جل جلالہ ہے قرآن و سنت اس کے دستور کے لیے بنیادیں ہیں۔ اس کا تقاضا یہ ہے کہ کوئی بھی قانون قرآن و سنت کے خلاف ہو اسے فوری کا عدم قرارداد یا جائے۔ جیسے سووی معیشت کو برقرار رکھنے

# مکی مسائل اور مستدر طبقات کی ذمہ داریاں

## اور

### اسما عمل بیوی کی شہادت



مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر عظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے 02 اگست 2024ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

آج کے خطاب جمعہ میں تین موضوعات پر کلام کرنا مقصود ہے۔

1۔ طلاق کی بڑھتی تعداد اور اس کا حل

گزشتہ جمعہ میں نے ایسے افراد کی بڑھتی ہوئی تعداد کے بارے میں گفتگو کی تھی جن کی عمریں نقلی جارہی ہیں لیکن ان کی شادی نہیں ہو رہی اور اس کا حل بھی قرآن و سنت کی روشنی میں بیان کیا تھا کہ نکاح کو آسان بنایا جائے۔ دوسری طرف ملک میں طلاق اور خلع کی تعداد اور گھرانوں کے ٹوٹنے کا معاملہ بھی خوفناک حد تک بڑھتا جا رہا ہے۔ اس کے بھی بہت سارے عوامل ہیں اور بہت ساری وجوہات ہو سکتی ہیں۔ آج اس حوالے سے بھی گفتگو کرنا مقصود ہے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں روایت میں ذکر آتا ہے کہ: ((کان ینفرا القرون ویلد کون الناس)) اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے خطبہ میں قرآن پڑھتے تھے اور اس کے ذریعے نصیحت فرماتے تھے۔ (سنن ابی داؤد)

یہاں بھی قرآن و سنت کی روشنی میں نصیحت اور یاد دہانی مقصود ہے۔ اس ضمن میں سب سے پہلی چیز میاں بیوی کا تعلق ہے۔ وہ کیسا ہونا چاہیے، یہ رشتہ کتنا مضبوط ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ اپنے کام میں فرماتا ہے۔

﴿هُنَّ رِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنْتُمْ رِبَاسٌ لَّهُنَّ ط﴾  
(البقرہ: 187) ”وہ پوشاک ہیں تمہارے لیے اور تم پوشاک ہو ان کے لیے۔“

شوہر اور بیوی کے تعلق اور قرب کو بیان کرنے کے لیے اس سے بہتر کوئی مثال نہیں ہو سکتی۔ ہمارے وجود سے قریب ترین شے ہمارا لباس ہوتا ہے۔ یہ لباس بندے کے لیے راحت کا ذریعہ بھی بنتا ہے، زینت کا اظہار بھی اس سے ہوتا ہے، موسم کی شدت سے بھی انسان کو بچاتا ہے اور کہیں زخم ہو، وادع ہو تو اس کو بھی چھپاتا ہے۔ بالکل اسی طرح کا

تعلق اور قرب اللہ تعالیٰ کو شوہر اور بیوی میں مطلوب ہے کہ میاں بیوی کے درمیان بھی اتنا ہی قرب ہو، وہ ایک دوسرے کے لیے راحت کا ذریعہ بنیں، ایک دوسرے کے لیے دلی سکون اور اطمینان کا ذریعہ بنیں، مشکل وقت میں ایک دوسرے کا سہارا بنیں، پھر یہ کہ ایک دوسرے کے عیوب کو چھپانے کا ذریعہ بنیں، ایک دوسرے کو گناہوں اور بے حیائی کے کام سے بچانے کا ذریعہ بنیں۔ لباس کے ضمن میں اسی طرح کی اور بہت سی مثالیں مفسرین نے بیان فرمائی ہیں۔

### مرتب: ابو ابراہیم

قرآن کا پہلا اور بڑا مخاطب فرد ہے کیونکہ فرد (مرد و عورت) جتنا ہدایت یافتہ ہوگا اتنا ہی گھر مضبوط ہوگا، مضبوط گھر مضبوط معاشرے کی بنیاد بنے گا۔ پھر یہ کہ افراد ہدایت یافتہ ہوں گے تو ملک کی معیشت بھی اچھی چلے گی، سیاست بھی اچھی چلے گی، معاشرے بھی اچھے چلیں اور نظام بھی بہتر چلے گا۔ فرد کے بعد معاشرے کی بنیاد ی اکائی گھر ہے۔ اس لیے فرد کے بعد سب سے زیادہ ہدایت قرآن میں گھریلو زندگی کے حوالے سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَعَايِشُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ﴾ (النساء: 19) ”اور عورتوں کے ساتھ اچھے طریقے پر معاشرت اختیار کرو۔“

قرآن میں جو احکامات ہیں ان کی تشریح ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی میرت اور تعلیم میں ملتی ہے۔ سورۃ النساء کا ہی ایک اور مقام مردوں کو اکثر یاد دہتا ہے:

﴿الزَّجَالَ قَوْمُونَ عَلَى الْبَيْتِ﴾ (النساء: 34)  
”مرد عورتوں پر حاکم ہیں۔“

اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید کی یہی دلیل بار بار بیان فرمائی ہے کہ اس پوری کائنات کا نظام چلانے والا ایک ہے، اگر بالفرض محال ایک سے زائد رب ہوتے تو یہ نظام کب کا ٹپٹ ہو گیا ہوتا۔ اسی طرح کسی ایک ادارے میں

ناپ پر وہ افراد کو برابر کا اختیار دے دیا جائے تو نظام نہیں چلے گا۔ ہر ادارے میں ناپ پر ایک اتھارٹی ہوگی۔ حکومت میں وزیر، بہت سارے ہوں گے لیکن وزیر اعظم ایک ہی ہوگا۔ سکول میں ٹیچرز بہت ہوں گے مگر پرنسپل ایک ہوگا۔ اسی طرح گھر کا ادارہ ہے جس میں اولاد بھی ہے، بیوی بھی ہے لیکن اتھارٹی شوہر کو دی گئی ہے تاکہ وہ گھر کا نظام چلائے، مرد کو توام بنایا مگر ساتھ ساتھ اس کو بعض چیزوں کا پابند بھی بنایا گیا۔ حجۃ الوداع کے موقع پر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرنا بالکل اللہ کے سامنے تم نے ان کے بارے میں جواب بھی دینا ہے۔ یعنی اگر اللہ نے مرد کو توام بنایا ہے تو اتنا ہی اس سے حساب بھی ہوگا۔ حدیث میں ہے:

((كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ)) ”تم میں سے ہر آدمی ذمہ دار ہے اور ہر آدمی اپنے ماتحتوں کے بارے میں جواب دہ ہے۔“

باپ سربراہ ہے، نگران ہے تو اس سے اولاد کے بارے میں پوچھا جائے گا، شوہر سے بیوی کے بارے میں، آقا سے غلام کے بارے میں، حکمران ہے تو رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ یعنی آج اختیار بے توکل جوادی بھی ہوگی۔ اس لیے مرد کو اگر حاکم بنایا ہے تو وہ صرف حکم ہی نہ دے بلکہ وہ خدمت بھی کرے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے: ((سید القوم خدامہم)) ”قوم کا سردار قوم کا خادم ہوتا ہے۔“ حاکم نے سارا انتظام بھی کرنا ہوتا ہے۔

مرد کو اگر گھر کا توام بنایا تو گھر کی ریاست اس نے چلائی ہے۔ گھر کی معیشت بھی ہوگی، معاشرت بھی ہوگی، دیگر امور بھی ہوں گے، ان تمام امور کا خیال رکھنا اور گھر والوں کی کفالت کرنا مرد کی ذمہ داری ہے۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی سے نفرت نہ کرے۔ کوئی ایک بات اس کی اگر تمہیں

پسند نہیں تو تلاش کرو، کوئی دوسری ادا پسند آتی جائے گی۔  
 بندہ غور کرے، اس اللہ کی بندی نے اپنے ماں باپ، بہن  
 بھائی، سارے رشتہ دار، گھر کے نازخروں کو چھوڑ کر،  
 sign (ایجاب و قبول) کر کے اپنے آپ کو تمہارے  
 حوالے کر دیا۔ یاد آ، یقربانی کم ہے؟ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ  
 نے جا بجا اس معاملے میں اللہ سے ڈرنے کا حکم دیا ہے۔  
 اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ نکاح کے موقع پر قرآن مجید  
 کے تین مقامات سے الگ الگ آیات (آل عمران :  
 102، النساء: 1 اور الاحزاب: 70 اور 71) کی تلاوت  
 فرماتے تھے۔ ان چاروں آیات میں خاص طور پر تقویٰ کا  
 حکم آیا ہے کہ اللہ کا خوف اپنے دل میں رکھو۔ یہ شوہر کو بھی  
 رکھنا ہے اور بیوی کو بھی رکھنا ہے۔ بیوی کے معاملے میں شوہر  
 کو بہت سی ہدایات قرآن و حدیث میں اس کے علاوہ بھی  
 ہیں۔ اسی طرح بیویوں کے لیے بھی ہدایات ہیں۔ فرمایا:

﴿قَالَ صَلِّحْ صِلْتِ خِفْظْتِ لَلْغَيْبِ بِمَا حَفِظْتَ  
 اللَّهُ ط﴾ (النساء: 34) ”میں جو نیک بیویاں ہیں وہ  
 اطاعت شعار ہوتی ہیں غیب میں حفاظت کرنے والیاں  
 اللہ کی حفاظت سے۔“

یہ حفاظت کیا ہے؟ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شوہر  
 جس شخص کا گھر میں آتا پسند نہ کرے اس کو عورت گھر میں نہ  
 آنے دے۔ شوہر کی غیر موجودگی میں اس کے گھر، اس  
 کے مال، اس کے ہستہ، اس کی اولاد، اس کی عزت کی  
 حفاظت کرے۔ ایسی بیوی جو ان صفات کی حامل ہو اور  
 اس کا شوہر اس سے راضی ہو، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ اسے اختیار دے گا کہ جنت  
 کے جس دروازے سے چاہو داخل ہو جاؤ۔ اب یہ بات تو  
 اس وقت گھر والوں کو سمجھ میں آئے گی جب گھر میں اللہ  
 کے دین کو ترجیح دی جائے گی، جب گھر میں اللہ کو بڑا مانا  
 جائے گا۔ اللہ کو راضی کرنا شوہر کی بھی اور بیوی کی بھی ترجیح  
 اول ہوگی۔ انہیں یہ یاد ہو کہ ہم نے آخرت میں جواب  
 دینا ہے اور جنت ہماری اصل منزل ہے۔ یہ سب ہوگا تو  
 پھر گھر میں دجالی فتنوں کا مقابلہ کیا جاسکے گا۔ لیکن جب گھر  
 میں اللہ کا دین ترجیح میں ہی نہیں ہوگا، جدھر زمانہ جا رہا ہو  
 ادھر ہی دوڑے چلے جا رہے ہوں تو پھر آج کی جو  
 صورت حال ہے کہ وہ بین الیماپور منٹ کے نام پر، عورتوں  
 کے حقوق اور آزادی کے نام پر ماہر پدرا آزادی کے جو  
 نعرے لگائے جا رہے ہیں کہ عورت آزاد ہو، خود کفیل ہو،  
 اس کے بعد جس عورت کے دماغ میں یہ بات بیچھ گئی کہ  
 میں تو آزاد ہوں، خود کفیل ہوں، کما سکتی ہوں، میرا اختیار

ہے، اس کا دماغ خراب ہے کہ وہ شوہر کا احترام اور  
 فرما برداری کرے گی؟ کیا وہ مرد کی نگرانی میں جانا پسند  
 کرے گی؟ یہی وجہ ہے کہ آج بعض حلقوں میں نکاح کا  
 سرے عام انکار کیا جا رہا ہے۔ آزادی کے ان دلفریب  
 نعروں کی وجہ سے خاندانی نظام درہم برہم ہو رہا ہے، گھر  
 ٹوٹ رہے ہیں، صلح اور طلاق کی شرح خوفناک حد تک  
 بڑھ رہی ہے اور ایسے حلقوں میں مغرب کی طرح بے نکاحی  
 زندگیوں سے معاشرہ تباہی کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اس کا  
 انجام بھی مغرب کی طرح ہی ہوگا کہ کتنے بیویوں کی طرح  
 بچے زندگیوں بسر کر رہے ہوں گے، کوئی پوچھنے والا نہیں  
 ہوگا، ان کے لیے کوئی اپنے آپ کو کھپانے والا نہیں ہوگا۔  
 پھر اسی سورت میں آگے گھر کا معاملہ گھر میں ہی  
 حل کرنے کی ترغیب دلائی گئی بلکہ تعلیم دی گئی ہے:

﴿وَأَنْ حِفْظُهُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَأَبْعَثُوا حَكَمًا  
 بَيْنَ أَهْلِهِ وَحَكَمًا بَيْنَ أَهْلَيْهَا﴾ (النساء: 35)  
 ”اور اگر تم کو میاں بیوی کے درمیان افتراق کا اندیشہ ہو تو  
 ایک حکم مرد کے خاندان سے مقرر کرو اور ایک حکم عورت  
 کے خاندان سے۔“  
 اگر گھر میں کوئی ناراضگی کا معاملہ ہو جائے تو پہلے اس کو گھر  
 میں ہی حل کرنے کی کوشش کرو۔ اس میں زبان کی حفاظت  
 بھی ہے، درگزر کرنے کا معاملہ بھی ہے، معاف کرنے کا  
 معاملہ بھی ہے، کوئی ایک چیز تمہیں پسند نہیں آ رہی تو دوسری  
 ادا کو تلاش کرو۔ کوشش کرو کہ گھر کا ماحول پر امن رہے،  
 لیکن اس کے باوجود بھی اگر گھر کا معاملہ گھر میں حل نہیں  
 ہوتا تو اس کو کسی یونین کونسل میں لے جانے، گھر کا  
 بھانڈا بیچ چوراہے میں پھوڑنے، سوشل میڈیا پر تماشگانے یا

پریس ریلیز 9 اگست 2024ء

## دوسروں پر انتہا پسندی کا الزام لگانے والے برطانیہ کا اپنا اسلاموفوبیا سے لتھڑا بدنما چہرہ بڑی طرح بے نقاب ہو گیا ہے

### شجاع الدین شیخ

دوسروں پر انتہا پسندی کا الزام لگانے والے برطانیہ کا اپنا اسلاموفوبیا سے لتھڑا بدنما چہرہ بڑی طرح بے نقاب ہو گیا ہے۔  
 یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ انہوں نے کہا کہ جس طرح برطانیہ میں بڑی تعداد  
 میں انتہا پسند بلکہ دہشت گرد جتھوں نے گزشتہ چند دنوں کے دوران مسلمانوں کی مساجد، گھر اور دکانوں کا جلاؤ گھیراؤ  
 کیا اور بدترین فتنہ گردی کا مظاہرہ کیا وہ مغربی ممالک میں بسنے والے تمام مسلمانوں کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔ حقیقت یہ  
 ہے کہ یورپ کے اکثر ممالک اسلام اور مسلمانوں کے خلاف منظم نفرت انگیزی، نسلی تعصب اور تفریق کی پالیسی جاری  
 رکھے ہوئے ہیں۔ مغربی ممالک کا میڈیا اور کئی سیاست دان اسلاموفوبیا کے بدترین داعی بن چکے ہیں۔ حجاب سمیت  
 دیگر شعائر اسلام کو نشانہ بنانے جانے کا سلسلہ جاری ہے۔ کئی مغربی ممالک آزادی اظہار کے دلفریب نعرہ کی آڑ میں  
 توہین قرآن اور توہین رسالت کے واقعات کے ذمہ دار افراد اور اداروں کو سرکاری سطح پر تحفظ فراہم کرتے ہیں جبکہ  
 دوسری طرف ہولو کا سٹ پر کسی نوعیت کا سختی دہشتہ بھی جرم شمار ہوتا ہے۔ امیر تنظیم نے کہا کہ اگرچہ برطانیہ کے نو منتخب  
 وزیراعظم نے مسلمانوں کو نارگت کرنے والے ان گروہوں کو فساد کی قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ وہ مساجد اور مسلمانوں پر  
 حملوں کو برداشت نہیں کریں گے لیکن اصل غور طلب بات یہ ہے کہ جب تک ان ممالک میں ریاستی پالیسیوں اور میڈیا  
 کے ذریعے اسلاموفوبیا کو پھیلانے کی منظم مہم کو ختم نہیں کیا جاتا، ایسے اندوہناک سانحات کی روک تھام کیسے ممکن ہو سکے  
 گی۔ انہوں نے کہا کہ غزہ میں دس ماہ سے جاری اسرائیلی درندگی میں بھی امریکہ اور مغربی یورپ کے اکثر ممالک ظالم کا  
 بھرپور ساتھ دے رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ان تمام واقعات کے باعث مغربی ممالک کے انسانی حقوق کے علمبردار  
 ہونے کی نقلی مکمل طور پر کھل چکی ہے۔ امیر تنظیم نے مسلمان ممالک کی قیادتوں کو ناصحانہ مشورہ دیتے ہوئے کہا کہ  
 ضرورت اس امر کی ہے کہ غیر اور ان کے اداروں پر انحصار کرنے کی بجائے مسلمان ممالک متحد ہو کر دنیا بھر میں  
 اپنے مظلوم بھائیوں، بہنوں، بچوں، بوڑھوں کی مدد کے لیے خود عملی اقدامات کریں۔ انہوں نے کہا کہ اگر مسلمان  
 ممالک دنیا بھر میں نظریاتی اور عملی اسلاموفوبیا کے مرتکب افراد، اداروں اور ممالک کا فارتی اور معاشی بائیکاٹ کریں  
 اور عسکری کارروائی کی بھی دھمکی دیں تو یہ طاغوتی قوتیں جتھوں کے بل گر جائیں گی اور صرف اسی طریقے سے مظلوم  
 مسلمانوں کی حقیقی دادری ممکن ہے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

تھانہ پکھریوں میں رُسنے کی بجائے اللہ کی کتاب کہتی ہے کہ اپنے خاندان میں سے دو معتبر افراد بٹھا کر معاملہ حل کرنے کی کوشش کرو۔ ایک معتبر بندہ شوہر کے خاندان سے آجائے، ایک بیوی کے خاندان سے آجائے اور وہ مل بیٹھ کر ناراضگی کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ اسی آیت میں آگے فرمایا:

﴿إِنْ يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا﴾  
 "اگر وہ دونوں اصلاح چاہیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے درمیان موافقت پیدا کر دے گا۔"

پھر ان تمام کوششوں کے باوجود بھی اگر میاں بیوی میں صلح کی کوئی صورت باقی نہیں رہتی تو آخری حل کے طور پر طلاق اور خلع کی گنجائش بھی دین نے رکھی ہے۔ وہ بھی احسن اور اچھے طریقے پر ہونی چاہیے۔ بہر حال سب سے بڑھ کر اللہ کا خوف ہوگا اور آخرت مد نظر ہوگی تو مسائل پیدا ہی نہیں ہوں گے اور اگر ہوں گے بھی تو گھر میں ہی حل ہو جائیں گے۔ لیکن اگر اللہ کا دین ترجیح میں نہیں ہوگا، اللہ کا ڈر اور خوف نہیں ہوگا تو پھر جیسے ہو رہا ہے کہ پھر لڑائی جھگڑے ہوتے ہیں، قتل ہوتے ہیں، طلاق اور خلع کے معاملات ہوتے ہیں۔ گھر برباد ہوتے ہیں۔

خدا را دین سے جڑنا سیکھیں۔ اللہ کے کام اور سنت سے رہنمائی لینا سیکھیں۔ آج کونسلنگ کے سیشن ہوتے ہیں، بھاری بھاری فیسیں ادا کی جاتی ہیں، لوگوں نے پیشہ بنالیا۔ میرج کونسلنگ ہو رہی ہے، پری میرج کونسلنگ ہو رہی ہے لیکن معاملات پھر بھی حل نہیں ہوتے، طلاق کی شرح بڑھتی جا رہی ہے، گھر برباد ہو رہے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ ہم نے اللہ کے دین کو پس پشت ڈال دیا۔ خوف خدا کے بغیر اور آخرت کو مد نظر رکھے بغیر کوئی Motivation نہیں ہے جو پائیدار بنیادوں پر ان نازک رشتوں کو قائم رکھ سکے۔ جو مصالحت کروانے والے ہوں وہ بھی قرآن و سنت کی رہنمائی میں معاملات حل کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ کے پیغمبر ﷺ جا کر میاں بیوی کے درمیان موافقت پیدا کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ اسی طرح جو اللہ کے نیک بندے ہیں وہ معاشرے میں اپنا کردار ادا کریں۔ مسائل کی کیفیت مختلف ہوگی، جواب دہی کا احساس ہمارے دلوں میں نبوت ان شاء اللہ شیطان کے حملے ناکام ہوں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شیطان روزانہ اپنا دربار لگاتا ہے اور چیلے آ کر بتاتے ہیں کہ میں نے فلاں کو بدی پر لگایا، فلاں کو ظلم پر اکسایا وغیرہ وغیرہ۔ شیطان کہتا ہے ٹھیک ہے گھر ہو۔ ایک چیلہ

آ کر بتاتا ہے کہ میں نے آج میاں بیوی میں جدائی ڈال دی۔ شیطان کھڑا ہو کر اس کو گلے سے لگا کر کہتا ہے تو نے میری جانتی کا حق ادا کیا ہے۔ آج شیطان تہذیب میں ترجیح اول یہ ہے کہ گھر برباد ہو جائے، گھر کا نظام ختم ہو جائے کیونکہ گھر کا نظام ختم ہوگا تو پورا معاشرہ تباہ و برباد ہو جائے گا۔ اس لیے اے مسلمانو! اگر گھر میں تھوڑی اونچ نیچ ہو جائے تو صبر کر لیا کرو اور اس بات کو ذہن میں لے آیا کرو کہ کہیں شیطان تو درمیان میں نہیں آ گیا۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ کا خوف شیطان کے ایجنڈے کی ناکامی ہے۔

2۔ ملکی مسائل اور مقتدر طبقات کی ذمہ داری  
 ملکی حالات ہم سب کے سامنے ہیں۔ یقیناً لوگ پریشان ہیں۔ لوگ پھیلے ہی مہنگائی کے ستارے ہوئے تھے اوپر سے بجلی اور گیس کے بلوں میں بے تحاشا اضافہ عوام کو آپے سے باہر کیے دے رہا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ اشرافیہ کی عیاشیاں اور IPPs کی لوٹ مار کے قصے بھی سامنے آ رہے ہیں۔ دوسری طرف بلوچستان میں لوگ پریشان ہیں اور اپنے حقوق کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ بطور امیر تنظیم سالانہ دورہ ہوتا ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ کونڈہ پریس کلب کے باہر اڑھائی تین سو قصوریں لگی ہوتی ہیں۔ کسی کا بھائی اٹھالیا، کسی کا جنا اٹھالیا، کسی کا شوہر اٹھالیا۔ پتائی نہیں کہاں گئے۔ عوام میں ایک اضطراب ہے۔ اسی طرح خیبر پختونخوا میں لوگ اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ امریکہ کی جنگ میں ہم نے اس کا بے تحاشا اور کھلم کھلا ساتھ دے کر اپنے ہی لوگوں کو ناراض کر لیا ہے۔ اپنے ہی لوگوں کو ہم نے مارا ہے، اپنے ہی بچوں کو تھیم اور بے سہارا کیا ہے۔ ان کے بھی جذبات اور احساسات ہیں۔ سندھ میں چلے جائیں تو وہاں کچے ڈاکوؤں نے ریاست کے اندر اپنی ریاست بنائی ہوئی ہے۔ وہاں کیوں آپریشن نہیں کیا جا رہا ہے؟ لوگوں کے ذہنوں میں سوالات ہیں، لوگوں کے مسائل ہیں، وہ اپنے جائز حقوق کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ حکمرانوں کو اور ہمارے ریاستی اداروں کو بوش کے ناخن لینے چاہئیں۔ یہ سارے مسائل سیاسی انتقام، ضد اور دوسری طرف سے کچھ لوگوں کے طاقت کے گھنٹہ اور جبر کی وجہ سے پیدا ہو رہے ہیں۔ طاقت اور جبر سے صرف نفرتیں بڑھتی ہیں۔ اس سے بگاڑ تو پیدا ہو سکتا ہے کوئی سدھار نہیں آ سکتا۔ 1971ء کے حالات سے سبق حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ طاقت کی بجائے افہام و تفہیم سے معاملات حل ہونے چاہئیں۔ عوام کو ریلیف دیں۔ عوام کہہ رہے ہیں کہ سارے ٹیکسز ہم پر لگا دیے، صرف

بجلی کے بلوں میں چودہ پندرہ قسم کے بے جا ٹیکس شامل ہیں جبکہ دوسری طرف اشرافیہ کے لیے بجلی، گیس، پٹرول، گاڑیاں، پروٹول ہر چیز مفت ہے۔ ان کی مراعات میں، ان کی تنخواہوں میں کوئی کمی نہیں کی جا رہی، ان پر کوئی ٹیکس نہیں لگائے جا رہے، اشرافیہ کی لوٹی ہوئی دولت واپس نہیں لائی جا رہی۔ اس پر عوام سراپا احتجاج ہے۔ اگر بات سن سنی گئی تو لامحالہ کل سے لاوا پھینکے گا۔ پھر بات سن سنی نہ جائے گی۔ ابھی وقت ہے۔ عوام کو ریلیف دیا جائے اور اشرافیہ کی لوٹ مار کو روک لگائی جائے، قانون اور انصاف کا کچھ نہ کچھ بھرم ہی رکھ لیا جائے تو حالات سنور سکتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے یہ ملک محض مادی مسائل کے حل کے لیے نہیں لیا تھا۔ اس کا ایک عظیم مقصد تھا کہ ہم یہاں اسلام کے نظام کو قائم کر کے دنیا کے سامنے ایک مثال پیش کریں گے۔ بجلی، گیس، مہنگائی کے مسئلے سے بھی بڑا مسئلہ یہ ہے کہ ہم نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا نام لے کر ملک حاصل کیا تھا مگر ہم نے اس نام کی لاج نہیں رکھی۔ ہم نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ بے وفائی اور غداری کی۔ یہ اس کے نتائج ہی ہم پر مسلط ہو رہے ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ فرماتا ہے:

﴿وَمَا أَصَابَكُمْ مَقْرِبَةٌ فَخُتِبَ فِيكُم مِّنْهُنَّ آتٍ آتٍ بَيْنَكُمْ﴾ (الشوریہ: 30)  
 "اور تم پر جو بھی مصیبت آتی ہے وہ درحقیقت تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی (اعمال) کے سبب آتی ہے۔"

ہم مسلمان ہیں ہمیں محض مادہ پرستانہ سوچ کے تحت ہی اپنے مسائل پر غور و فکر نہیں کرنا چاہیے بلکہ وحی کی تعلیم کی روشنی میں اپنے مسائل کو دیکھنا چاہیے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اور اگر یہ بستیوں والے ایمان لاتے اور تقویٰ کی روش اختیار کرتے تو ہم ان پر کھول دیتے آسمانوں اور زمین کی برکتیں۔ لیکن انہوں نے جھٹلایا تو ہم نے ان کو پکڑ لیا ان کے کرتوتوں کی پاداش میں۔" (الاعراف: 96)  
 مسئلہ یہ ہے کہ بقول استاد محترم ڈاکٹر اسرار احمد آج ہماری عظیم اکثریت کی مادہ پرستی والی ناظاہر کی چیزوں کو دیکھنے والی آنکھ تو خوب کھلی ہوئی ہے، اس سے تو ہم دنیا کو خوب دیکھ رہے ہیں، کائنات کو explore کر رہے ہیں، مسائل پر غور و فکر ہو رہا ہے مگر دوسری آنکھ جو وحی کی تعلیم کی روشنی میں دیکھتی ہے، وہ آنکھ ہماری بالکل بند ہے۔ ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیم کو سامنے رکھ کر اپنے مسائل پر غور و فکر نہیں کرتے اور جب ہم توجہ دلاتے ہیں کہ اللہ کے بندو اللہ کی طرف رجوع کرو اور اللہ سے جو



وعدہ کر کے یہ ملک حاصل کیا تھا اس کو پورا کر دو اور ملک میں اسلام کو نافذ کر کے ملک کو حسب وعدہ اسلامی فلاحی ریاست بناؤ تو ایک بڑی تعداد انہیں کہتی ہے کہ آپ لوگوں کو تو کچھ پتا ہی نہیں ہے۔ اگر آپ کو پتا ہے تو پھر ملک کا 77 برسوں میں یہ حال کیوں ہے؟ آپ کے پڑوس میں افغان طالبان کی حکومت کو قائم ہونے تین سال بھی نہیں ہوئے، افغانستان کیوں ترقی کر رہا ہے؟ ہم بھی یہی سمجھا رہے ہیں کہ کتاب و سنت کی رہنمائی کو سامنے رکھ کر شعور و فکر کریں گے اور اللہ سے جو وعدہ خدائی اور بے فائی کے مرتکب ہم ہونے ہیں اس پر اجتماعی توبہ کریں گے تو ہمارے مسائل حل ہوں گے۔

یہ ایک عجبہ جسے تو گراں سمجھتا ہے ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات 3- اسماعیل بنیہ کی شہادت

اسرائیل کا نام لگانے کا معاملہ ہوا۔ پھر یہ کہ محض مذمتی بیانات تو ہم بھی مسجد میں بیٹھ کر دس ماہ سے دے رہے ہیں، اگر ہماری حکومتیں بھی اتنا ہی کر رہی ہیں تو ہم میں اور ان میں فرق کیا رہ گیا۔ پھر عرب ممالک تو گویا اسرائیل کے آگے بچھے ہوئے ہیں اور گریٹر اسرائیل کا منصوبہ آگے سے آگے بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ ایران میں اسماعیل بنیہ کی شہادت اپنی جگہ ایک سوالیہ نشان ہے۔ اس پر تحقیقات ہونی چاہئیں۔ اسرائیل نے اعلان کیا ہے کہ جس ملک میں بھی حماس کے لیڈرز ہوں گے ہم وہاں جا کر ایک کریں گے۔ گویا وہ اس جنگ کو پھیلا نا چاہتے ہیں۔ اسرائیل اپنے عزائم پر ڈٹا ہوا ہے جبکہ امت مسلمہ خاموش بیٹھی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حکمرانوں کو ہدایت دے۔ پاکستان سے ساری امت کو توقع تھی کیونکہ یہ واحد ملک ہے جو اسلام کے نام پر بنا تھا، پھر قائد اعظم کی بھی اسرائیل کو کبھی تسلیم نہ کرنے کی

پالیسی بڑی واضح ہے۔ اللہ نے پاکستان کو ایسی قوت بھی بنایا، بہترین میزائل ٹیکنالوجی اور تربیت یافتہ فوج بھی ہمارے پاس ہے۔ لیکن بد قسمتی سے آج ہمارا بھی یہ حال ہے کہ ساری طاقت انہوں کے خلاف استعمال ہو رہی ہے۔ حالانکہ قرآن نے ہمیں یہ تعلیم دی تھی: ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ﴾ (النح: 29) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔ اور جو ان کے ساتھ ہیں وہ ان کا فروع پر بہت بھاری اور آپس میں بہت رحم دل ہیں۔ وہ طاقت، وہ غصہ اور وہ شدت جو انہوں کے خلاف نظر آ رہا ہے یہ دشمنوں کے خلاف نظر آنا چاہیے تھا۔ اگر دشمنوں کی دشمنی ہمارے مد نظر ہوتی تو شاید ہم آج متحد ہوتے اور آپس میں ایک دوسرے کے لیے رحم دل بھی ہوتے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حکمرانوں کو ہدایت عطا فرمائے! آمین! ❀❀❀

عبد حاضر کی شاید یہ واحد مثال ہوگی کہ ایک ہی خاندان کی تین نسلیں اللہ کی راہ میں شہادت کا رتبہ پانے میں کامیاب ہو گئیں۔ اسماعیل بنیہ، ان کے بیٹوں اور پوتوں سمیت 60 کے قریب افراد شہید ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ ان کے گھرانے کے ایمان کی کیفیت دیکھئے، جب ان کا بیٹا شہید ہوا تو ان کی بہو کے الفاظ تھے کہ تم جنت پا گئے لیکن ہم پیچھے رہ گئے۔ یہ ایسے عظیم لوگ ہیں جو اللہ کی راہ میں شہید ہونے کے لیے تیار ہیں۔ قرآن کہتا ہے کہ جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کر دیے جائیں انہیں مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں مگر تمہیں ان کی زندگی کا شعور نہیں ہے۔ وہاں کے مسلمانوں پر جب کوئی مصیبت آتی ہے تو ان کی زبان پر صرف ایک جملہ ہوتا ہے کہ بے شک ہم اللہ کے ہیں اور ہمیں لوٹ کر اللہ تعالیٰ ہی کی طرف جانا ہے۔ سوال یہ ہے کہ وہ تو زندگی کے استحسان میں کامیاب ہو کر اللہ کے ہاں اعلیٰ رتبہ پارے ہیں، باقی امت کیا کر رہی ہے۔ کیا یہ باقی امت کا استحسان نہیں ہے؟ دس ماہ کے قریب ہونے کو ہیں، غزہ میں مسلمان عورتوں، بچوں، بوڑھوں اور مردوں کا قتل عام جاری ہے۔ تین یا ہوا امریکہ میں کانگریس سے خطاب کرتا ہے اور وہاں اس کا اہلانہ استقبال ہو رہا ہے۔ اپنی تقریر میں وہ گریٹر اسرائیل کا منصوبہ بیان کرتا ہے اور انسانی حقوق کے دعوے دار، جمہوریت کے ٹھیکیدار اٹھ اٹھ کر تالیاں بجا رہے ہیں۔ کیا اب بھی مسلم حکمرانوں کو ہوش نہیں آئے گا؟ ہماری وزارت خارجہ نے اسماعیل بنیہ کی شہادت پر پریس ریلیز جاری کی، خبریں یہ آ رہی ہیں کہ اس میں سے

جدید تعلیم یافتہ حضرات و خواتین کے لیے دینی علوم کے حصول کا نامور موقع

ذکر اسرار احمد

# روح الی القرآن کورس

(دورانیہ 9 ماہ)

عرصہ 42 سال سے باقاعدگی سے جاری تعلیم

## مضامین تدریس

**پارٹ ۱ (سال اول) ہمارے مرد و خواتین**

- تجدید و ناظرہ
- عربی گرامر (صرف و نحو)
- ترجمہ قرآن (مع تفسیری و لغوی توضیحات)
- دورہ ترجمہ قرآن
- قرآن حکیم کی لغوی و عملی رہنمائی
- سیرت و شمائل انبی و صحابہ
- مطالعہ حدیث و اصطلاحات حدیث
- فکر و قبائل
- فتاویٰ العبادات
- معاہیات اسلام
- اضافی محاضرات

**پارٹ ۲ (سال دوم) ہمارے مرد و خواتین**

- عربی زبان و ادب
- اصول تفسیر
- تفسیر القرآن
- اصول حدیث
- درس حدیث
- اصول الفقہ
- فتاویٰ معاملات
- عقیدہ (مخاندیہ)
- اضافی محاضرات

بہارِ عربیہ پھر رمضان سے شروع ہے۔ 02 اکتوبر تا 03 ستمبر 2024ء (ان شاء اللہ)

نوٹ: بیرون لاہور رہائشی صرف مرد حضرات کے لئے ہاسٹل کی محدود سہولت موجود ہے۔ ہاسٹل میں پہلے آئے پہلے پانے کے اصول پر رہائش دی جاتی ہے لہذا خواہشمند حضرات پہلے سے رجسٹریشن کروائیں۔

36-ک ماڈل ٹاؤن لاہور  
email: irts@tanzeem.org  
www.tanzeem.org

www.tanzeem.org مزید تفصیلات کے لئے (ہفت روزہ) مرکزی خیر خدم القرآن لاہور  
03161466611 - 04235869501-3



## ابلیس کی مجلس شوریٰ (3)

(گزشتہ سے پیوستہ)

اگر حقیقت کی نظر سے دیکھا جائے تو یہ دنیا واقعی بے وقعت ہے۔ کوئی پتا نہیں کس وقت ہم میں سے کوئی رخصت ہو جائے۔ بس کہانی ختم۔ شیخ سعدی کے گھر کے پاس سے کوئی شخص گزر رہا تھا۔ اس کے دل میں خیال آیا کہ آج موقع ہے، کیوں نہ سعدی کا گھر دیکھ لیا جائے۔ اتنے بڑے آدمی ہیں، ان کا گھر کیسا ہوگا۔ جا کر دیکھا تو وہاں گھر ہی نہیں تھا بلکہ خاردار زمینوں کی ایک باز تھی تاکہ موذی جانور داخل نہ ہو سکیں۔ ایک چھٹی پرانی چار پائی تھی، ایک تختہ تھا جس پر سعدی بیٹھے تھے۔ لیکن پرچی کوئی چھت نہیں تھی۔ بس ایک برتن رکھا تھا جس میں کھانا بناتے اور کھاتے تھے۔ اس کے علاوہ کوئی سامان نہیں تھا۔ خانہ سعدی بدیم خار و خس سعدی کے گھر کو جب میں نے دیکھا تو میں نے اس کو خار و خس پایا کہ وہاں تو کچھ بھی نہیں۔ پھر سعدی اس کا بہت شاندار جواب دیتے ہیں:

رہ گزر را این چنین کافی و بس  
میں دنیا کو راہ گزر سمجھتا ہوں، اس کو منزل نہیں سمجھتا۔ راہ گزر کے لیے جتنا سامان ضروری ہے بس اتنا ہی کافی ہے۔ اس دنیا کے ساتھ اگر آپ نے زیادہ دل لگی و الاماحامہ اختیار کر لیا تو پھر یہ سمندر کی طرح آپ کو کھینچ لے گی اور رب سے دور کر دے گی۔ روی کے الفاظ ہیں:

مرد گاں را این جہاں پہ نمود فر  
ظاہر اشت زفت بمعنی تنگ تر  
مولانا رقم کہتے ہیں کہ جن کے دل مرہ ہو چکے ہیں ان کو یہ دنیا اپنی طرف کھینچتی ہے۔ ایسے لوگوں کو اپنی شان و شوکت اور ہیبت و جبروت دکھانی ہے۔ لاپٹی اور جریں لوگ اس کے شکار ہو جاتے ہیں۔ مگر جس کے دل میں اللہ کی یاد ہو اس کو یہ دنیا شکار نہیں کر سکتی۔ یہ دنیا ظاہر بہت وسیع و عریض ہے مگر حقیقت میں یہ انتہائی تنگ ہے۔ اس تنگ دنیا کی جو مثال مولانا رقم دیتے ہیں بالکل عام مشاہدہ کی مثال ہے مگر ہم نے اس پر کبھی غور نہیں کیا۔

گر نمود تنگ این افغان زی چوست  
چوں شد ہر کہ روز بیش زیت  
اگر میری بات کو آپ تنگ کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں تو ذرا اس مثال پر غور کیجئے۔ جو شخص اوسط عمر سے آگے بڑھ جاتا ہے اس کی عمر قدرے جھک جاتی ہے۔ بعض لوگوں کی زیادہ جھک جاتی ہے۔ وہ مثال دیتے ہیں کہ جو بوڑھا شخص کمر جھکائے

چلا جا رہا ہے اس سے کہو کہ سر اٹھاتے کیوں نہیں ہو۔ پھر خود ہی وجہ بھی بتاتے ہیں کہ وہ اس لیے سر نہیں اٹھا سکتا کہ دنیا کی چھت بس اتنی ہی تھی۔ بظاہر تو دنیا وسیع و عریض ہے مگر حقیقت میں تنگ ہے، یہ بات اپنی جگہ جھیک ہے۔ بہر حال ابلیس کی مجلس شوریٰ میں ابلیس کہتا ہے۔

یہ عناصر کا پرانا کھیل یہ دنیائے اول  
ساکنان عرش اعظم کی تمناؤں کا خون  
جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کا فیصلہ فرمایا تو فرشتوں نے کہا تھا کہ یہ زمین میں فساد پھیلانے کا لیکن اللہ نے آدم کو اس دنیا میں اپنا خلیفہ بنایا اور ان سب کو آدم کے آگے سجدہ کرنے کا حکم دیا۔ سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے نہ کیا (ابلیس فرشتہ نہیں جن تھا)۔ آج ابلیس کہہ رہا ہے کہ وہی آدم آج دنیا میں کس قدر پستی میں گر چکا ہے اور ساکنان عرش اعظم کی تمناؤں کا خون ہو چکا ہے۔ آگے کہتا ہے۔

اس کی بربادی پہ آج آمادہ ہے وہ کار ساز  
جس نے اس کا نام رکھا تھا جہاں کاف و نون  
کاف اور نون سے مراد لفظ کفن ہے اور یہاں اللہ کی قدرت کی طرف اشارہ ہے۔ قرآن میں ہے: ﴿رَأَيْمًا أَفْرَقَ إِذْ آذَانَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿۳۰﴾﴾ "اس کے امر کی شان تو یہ ہے کہ جب وہ کسی شے کا ارادہ کر لیتا ہے تو وہ اسے کہتا ہے، جو جاوڑہ ہو جاتی ہے۔" (شہین)

یہ جہاں اللہ تعالیٰ کے اسی امر سے وجود میں آیا۔ ابلیس کہتا ہے کہ آج اللہ تعالیٰ خود اس بات پر غلط ہوئے ہیں کہ اس دنیا کی بساط لپیٹ دیں۔

میں نے دکھایا فرنگی کو ملوکت کا خواب  
میں نے توڑا مسجد و دیر و کلیسا کافوں  
اللہ نے انسان کو خلیفہ بنایا تھا اور اسی مقصد کے لیے اسے مسجد، دیر اور کلیسا کی امامت سونپی تھی مگر ابلیس کہتا ہے کہ میں نے اس کے مقابلے میں فرنگیوں کو ملوکت کا، ایسپرلیزم کا خواب دکھایا کہ تم پوری دنیا پر حکمرانی کرو اور دنیا کے لوگوں کو اپنا غلام بناؤ۔ اقبال اپنے فارسی کلام میں ایک جگہ کہتے ہیں۔

آہ پورب زین مقام آگاہ نیست  
چشم او بنظر عبور اللہ نیست  
یورپ کی آنکھ اللہ تعالیٰ کے نور سے نہیں دیکھ رہی۔ مغرب اس بات کو نہیں جانتا کہ رزق حلال میں کتنی خیر و برکت ہے۔ قرآن میں پیغمبروں سے خطاب کیا گیا: ﴿يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ

كُلُوا مِنْ الطَّيِّبَاتِ وَاتْمَلِكُوا صَالِحَاتِ﴾ "اے رسولو! پاکیزہ اور حلال چیزوں میں سے کھاؤ اور نیک عمل کرو۔" (المؤمنون: 51)

مطلب نیک عمل اصل میں رزق حلال کا نتیجہ ہے۔ رزق حلال آپ کے اندر جائے گا تو آپ کے اندر ایک نورانیت پیدا ہوگی، دل منور ہوگا اور اس کے نتیجے میں آپ سے نیک اعمال صادر ہوں گے۔ اقبال کہتے ہیں اگر رزق حلال نہیں ہے تو پھر آپ کی آنکھوں میں نور نہیں آسکتا جو چیزوں کی اصل کو پہچان سکے۔

او نماند از حلال و از حرام  
حکمتش خام است و کارش ناتمام  
یعنی حلال اور حرام کی تیز ختم ہے۔

اتنے بر اتنے دیگر چرد  
دانہ این می کار، آن حاصل برد  
ایک گروہ کو دوسرے گروہ کے ساتھ لانا اور دوسرے کو تیسرے کے ساتھ لانا سخت کوئی کرتا ہے اور اس کا پھل کوئی چرا کر لے جاتا ہے، مغرب کے نظام کا یہی حاصل ہے جس کو وہ دنیا پر مسلط کر رہا ہے۔

این بنوک، این فکر چالاک بیود  
نور حق از سینہ آدم ربود  
یہ بینکنگ کا نظام یہودیوں کے ذہن کی پیداوار ہے اور اس کی وجہ سے بنی آدم کے سینے سے نور حق انہوں نے اچک لیا ہے۔ یعنی جب حرام کاروبار ہو رہا ہے تو اس سے پھر نیک اعمال کیسے پیدا ہوں گے۔

تا تہ و بالا نہ گردد این نظام  
دانش و تہذیب و دین سودائے خام  
جب تک اس نظام کو تم جڑ سے اکھاڑ نہ دو تب تک نماز، روزہ اور نوافل سے آگے بڑھ کر اجتماعی سطح پر دین کو نافذ اور غالب کرنے کی تمہیں اجازت نہیں ملے گی۔

ملا کو ہے جو ہند میں سجدے کی اجازت  
نادان یہ سمجھتا ہے کہ اسلام ہے آزاد  
ہے مملکت ہند میں ایک طرف تماشہ  
اسلام ہے محبوں مسلمان ہے آزاد  
اس باطل نظام میں آپ کو اپنی مسجد کے اندر دین پر عمل کرنے کی اجازت ہے جبکہ مسجد سے باہر نکل کر ہر شعبہ زندگی میں باطل نظام کی بیروی کرنا ہوگی۔ آپ اپنا سیاسی، معاشی اور معاشرتی نظام اللہ کے اصولوں کے مطابق نہیں چلا سکیں گے۔ یعنی ملوکت کا وہ نظام جو ابلیس نے مغرب کے ذریعے دنیا پر مسلط کیا ہے وہ آپ کو اجازت نہیں دے گا کہ آپ اپنے دین پر مکمل عمل کر سکیں۔ (جاری ہے) ❀❀❀

## تحفظ ناموس رسالت کے لیے ایک سپریم کورٹ چلانے کی ضرورت ہے

میں تمام دینی جماعتوں اور علمائے کرام سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ ایک بار پھر عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے اکٹھے ہوں: محمد متین خالد

## قادیانیوں کے حوالے سے سپریم کورٹ کا پورا فیصلہ ہی ناقابل عمل اور آئین و قانون سے خصام ہے

### قادیانیت کے حوالے سے سپریم کورٹ کا فیصلہ کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے مفرد پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: دوسم احمد

**سوال:** سپریم کورٹ کے تین رکنی بیجھ نے مبارک ثانی قادیانی کیس کی ریویو پینشن کا فیصلہ سنا دیا ہے جس کو تمام مکتاتب فکر کے علماء کرام نے مسترد کیا ہے۔ اس فیصلے کے متنازعہ اور قابل اعتراض نکات کیا ہیں؟

**محمد متین خالد:** سپریم کورٹ نے 6 فروری 2024ء کو ایک فیصلہ دیا تھا۔ اس کے خلاف عوامی حلقوں، دینی اداروں اور مختلف طبقات کی جانب سے نظر ثانی کی اپیل کی گئی تھی جس کو چیف جسٹس نے مسترد کر دیا ہے جوئے

سابقہ فیصلے کو بحال رکھا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ فیصلہ نہیں بلکہ فساد، انتشار اور اشتعال انگیزی کی جڑ ہے جس نے امن و امان کو خطرے میں ڈال دیا ہے۔ ہم عدالت کے پاس درخواست لے کر گئے تھے کہ آپ کا جو فیصلہ ہے اس کا پیرا نمبر 6 سے لے کر پیرا نمبر 10 تک متنازعہ ہے۔ ایک

آدی آپ کے پاس ضمانت کے لیے آیا ہے اور آپ سیاق و سباق سے بہت کر قرآن مجید کی آیات کی تشریح میں چلے گئے، لہذا آپ اس کو حذف کریں۔ ریویو پینشن کے فیصلے کا پیرا نمبر 142 انتہائی متنازعہ ہے۔ پوری دنیا میں جرم

جرم ہوتا ہے چاہے بند کمرے میں ہو یا کھلے عام ہو۔ ایک آدی چار دیواری کے اندر جا کر کہے کہ میں جعلی کرنسی بنا رہا ہوں یا دھماکا خیز مواد بنا رہا ہوں تو کیا وہ جرم نہیں ہوگا؟ اسی طرح قادیانی اگر توہین رسالت اور توہین قرآن کے مرتکب ہوتے ہیں تو تعزیرات پاکستان کی دفعات 295

بی اور 298 سی کے مطابق وہ مجرم ہیں۔ لیکن عدالت نے فیصلہ کے پیرا نمبر 42 میں قادیانیوں کو چھوٹ دے دی کہ آپ چار دیواری کے اندر جو چاہے کریں۔ حالانکہ خود سپریم کورٹ کا 1993ء کا فیصلہ ظہیر الدین بنام سرکار موجود ہے جس میں عدالت نے لکھا ہے کہ قادیانی جب کلمہ

پڑھتے ہیں تو اس میں رسول اللہ سے مراد ملعون مرزا قادیانی ہوتا ہے۔ اب سپریم کورٹ نے جو فیصلہ دیا ہے تو اس کے مطابق تو گویا قادیانیوں کو توہین رسالت کی اجازت دے دی گئی ہے۔ مرزا ملعون اپنے جعلی قرآن میں کہتا ہے کہ انا نزلہ قریباً من القادیان۔ قادیانی کہتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آئی ہے (معاذ اللہ) کہ اے مرزا ہم نے قرآن مجید کو قادیان کے قریب اتارا۔ اسی طرح قادیانی قرآن مجید کی اس آیت:

کے خلاف عوام میں اشتعال پھیلے گا اور امن و امان خطرے میں پڑ جائے گا۔ لہذا یہ فیصلہ ہر لحاظ سے ناقابل قبول ہے اور آئین اور قانون کو بالائے طاق رکھتے ہوئے دیا گیا ہے۔ جس کتاب کے متعلق کیس تھا اس پر خود حکومت پنجاب نے پابندی عائد کی ہوئی ہے۔ چیف جسٹس اس کی اشاعت اور تقسیم کی اجازت کیسے دے سکتے ہیں؟ ایک بیج صاحب نے اپنے گھر کے باہر Justice لکھ کر لگا دیا تو چیف جسٹس صاحب نے شوکار نوٹس جاری کر دیا کہ آپ بیجمن بیج ہیں، آپ یہ سٹیٹس نہیں لگا سکتے۔ یہ تو عدالت سے برداشت نہیں ہوا لیکن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان قرآن میں بیان ہوئی اس کو آپ نے ملعون مرزا قادیانی کے لیے استعمال کرنے کی اجازت دے دی؟ لہذا یہ پوری امت کا منتفقہ فیصلہ ہے کہ سپریم کورٹ کا فیصلہ آئینی، قانونی، شرعی اور ہر لحاظ سے غلط ہے۔

**رضاء الحق:** سپریم کورٹ نے 6 فروری 2024ء کے فیصلہ میں تصحیح کی بجائے نہ صرف اسے بحال رکھا ہے بلکہ مزید متنازعہ کھڑا کر دیا ہے۔ بنیادی طور پر کیس یہ ہے کہ 2019ء میں قادیانیوں کے ایک مدرسہ میں مبارک ثانی نامی قادیانی بدنام زمانہ تقریر صغیرہ تقسیم کرتے ہوئے پکڑا گیا تھا۔ 1974ء میں جب قادیانیوں کو کافر قرار دیا گیا تھا تو اس کے بعد قانون میں باقاعدہ دفعات شامل کی گئی تھیں کہ قادیانی نہ تو خود کو مسلمان کہہ سکتے ہیں، نہ مسلمانوں کے شعائر کا استعمال کر سکتے ہیں، نہ اپنی عبادت گاہوں کو مسجد کہہ سکتے ہیں اور نہ ہی وہ قرآن کی تفسیر یا ترجمہ شائع کر سکتے ہیں۔ لیکن سپریم کورٹ کے حالیہ فیصلہ میں ان کو اس بات کی اجازت دے دی گئی ہے۔ پھر یہ کہ حالیہ فیصلہ میں جگہ جگہ ان کو احمدی لکھا گیا ہے۔

**مرتب:** محمد رفیق چودھری

﴿اِنَّا كُنَّا نَحْنُ بَيْنَكَ الْكُوْفَرُ﴾ (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم!) ہم نے آپ کو خیر کثیر عطا کیا۔“

کامیاب مطلب نکالتے ہیں کہ یہ آیت مرزا ملعون کی شان میں نازل ہوئی (استغفر اللہ)۔ اسی طرح وہ اس آیت کے بارے میں بھی یہی عقیدہ رکھتے ہیں:

﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ اور ہم نے تمہاری خاطر تمہارا ذکر بلند کر دیا۔“

ہمارا قانون تو کسی بھی مذہب کی توہین کی اجازت نہیں دیتا تو اسلام کے ساتھ یہ ظلم کیوں ہو رہا ہے؟ 2019ء میں جب قادیانیوں کے مدرسہ کی تقریب میں شتاہ کتاب تقسیم کی گئی تو وہ قانون کے مطابق جرم تھا۔ اسی وجہ سے سیشن کورٹ نے بھی اور بعد ازاں لاہور ہائی کورٹ نے بھی ضمانت کی درخواست خارج کر دی تھی۔ اس کے بعد قادیانی سپریم کورٹ میں چلے گئے اور سپریم کورٹ نے نہ آئین اور قانون کے تقاضوں کو دیکھا، نہ ایف آئی آر اور فرد جرم میں شامل دفعات کو دیکھا اور نہ ہی مدعی کے دلائل سننے کی زحمت گوارا کی، صرف قادیانی وکیل کے دلائل سن کر فیصلہ دے دیا۔ جواز یہ دیا کہ 295 بی اور 298 سی کا اطلاق نہیں ہوتا اور ہولی قرآن ایکٹ 2011ء کے حوالے سے بہانہ یہ بنایا کہ اس میں 2021ء میں تہذیبی کر دی گئی تھی۔ لہذا 2019ء کے جرم کی سزا 2021ء کے قانون کے مطابق نہیں دی جاسکتی۔ کہا گیا کہ 2011ء کے ہولی قرآن کے ایکٹ کے مطابق سزا چھ ماہ قید بنتی تھی جو طرمن نے کات لی ہے لہذا کیس ہی خارج کر دیا گیا۔ بہر حال صاف طور پر نظر آ رہا ہے کہ فیصلے میں 295 بی اور 298 سی کو جان بوجھ کر نظر انداز کیا گیا ہے۔ جن کے مطابق قادیانی نہ تو شعائر اسلام کو استعمال کر سکتے ہیں اور نہ قرآن اور اس کے کسی جز کا ترجمہ و تفسیر کر سکتے ہیں۔ پھر 2011ء سے جس کتاب پر پنجاب گورنمنٹ نے پابندی لگائی ہوئی ہے وہ آج کیسے شائع ہو رہی ہے؟ اب عدالت نے فیصلہ کے پیرا نمبر 42 میں قادیانیوں کو اجازت دے دی ہے کہ وہ ظلمت میں بے شک توہین قرآن کریں یا توہین رسالت کریں انہیں کچھ نہیں کہا جائے گا۔ یہ بہت بڑی ناانصافی ہے۔

**محمد متین خالد:** یہ فیصلہ قادیانیوں کی سہولت کاری پر مبنی ہے۔ مدعی کی پیشین گوئی عدالت نے خارج کرنے کے بعد 6 فروری کے فیصلے کو برقرار رکھا ہے۔ جس میں یہ بھی لکھا ہے کہ مبارک ثانی کو گرفتار کرنے والے پولیس آفیسرز نے اگر قانون پر چڑھا ہوتا اور قرآن کا مطالعہ کیا ہوتا تو وہ اسے کبھی گرفتار نہ کرتے۔ فیصلے میں یہ سب سے خطرناک بات اس لیے ہے کہ آئندہ کوئی بھی قادیانی توہین قرآن اور توہین رسالت پر مبنی کتابیں تقسیم کرتا ہوا پکڑا گیا تو اس کے خلاف کوئی FIR درج نہیں ہوگی۔

**سوال:** مبارک ثانی قادیانی کیس کا فیصلہ آچکا ہے۔ اس فیصلے میں کیا آئینی اور قانونی تقتم موجود ہیں؟  
**راؤ عبدالرحیم:** تقتم تو بہت ہیں مگر میں کہوں گا کہ

پورا فیصلہ ہی ناقابل عمل اور قانون سے متصادم ہے۔ کیونکہ 6 فروری کے فیصلہ کو نہ صرف برقرار رکھا گیا ہے بلکہ اس میں قادیانیوں کو وہ رعایتیں بھی دے دی گئی ہیں جو انہوں نے مانگی بھی نہیں تھیں۔

**سوال:** سپریم کورٹ کے اس شتاہ فیصلے سے قادیانیوں کے بارے میں پہلے سے طے شدہ آئینی اور قانونی سٹیٹس میں کوئی فرق پڑے گا؟

**راؤ عبدالرحیم:** میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایسے فیصلوں کے ذریعے یہ کوشش کی جارہی ہے کہ قادیانیوں کے سٹیٹس میں فرق ڈالا جائے۔ یہ الگ بات ہے کہ کوئی فرق پڑے گا یا نہیں کیونکہ فیصلہ نہیں چلتا بلکہ قانون چلتا ہے۔ فیصلہ صرف چند چیزوں کی تشریح کرتا ہے۔ اگر کوئی سمجھتا ہے کہ اس فیصلے سے قادیانیوں کے لیے قانون بدل گیا ہے تو ایسا نہ ہوا ہے اور نہ ہونے دیا جائے گا۔ آئین اور قانون میں قادیانیوں کا سٹیٹس بہت واضح ہے، اس میں مزید کسی تشریح

**قادیانی مرزا ملوں کو رسول اللہ کہتے ہیں، اس کی خرافات کو قرآن اور اس کی ہیوی کو اہم المومنین کہتے ہیں اور سپریم کورٹ نے قادیانیوں کو ان سب گستاخوں کی اجازت دے دی ہے۔**

اور وضاحت کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ ضرور ہوگا کہ قادیانی اس فیصلے سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں گے لیکن یہ اتنا آسان نہیں ہوگا کیونکہ پاکستان کے تمام اداروں پر واضح ہے کہ قادیانی غیر مسلم ہیں اور قانون کے مطابق وہ اسلامی شعائر کا استعمال نہیں کر سکتے۔ قادیانی صرف جعل سازی کرتے ہیں اور ہمارے قانون کے مطابق کسی کو اس کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

**سوال:** سپریم کورٹ اس کیس کے ریویو پیشین کا بھی فیصلہ دے چکی ہے تو کیا اس معاملے پر مزید عدالتی جنگ کا کوئی فورم باقی ہے؟ اور آئندہ کالاجھ عمل کیا ہونا چاہیے؟

**راؤ عبدالرحیم:** جی الحمد للہ! یہ عدالتیں اور یہ قانون ہی ہمارا نورم ہیں۔ ایک راستہ بند ہوگا تو سوراہے کھلے ہیں۔ میں اور میری نیم تیر بیٹھے ہیں۔ ہم ان شاء اللہ دوبارہ سپریم کورٹ جا رہے ہیں۔ ہم اس وقت تک لڑیں گے جب تک قادیانی جعل سازی چھوڑ نہیں دیتے اور وہ اسلامی شعائر کا استعمال چھوڑ نہیں دیتے۔ ہم پورے پاکستان کو، اقتدار میں بیٹھے لوگوں کو، عدالتوں کو یہ کہتے ہیں کہ بلا میں مرزا مسرور کو اس سے پوچھیں کہ اس کا مذہب کیا ہے؟ قادیانی بتائیں کہ ان کو اپنے مذہب یعنی قادیانیت

میں کون سے حقوق چاہئیں۔ ہم ان کو حق دیں گے مگر جو چیز ہمارے قانون میں جرم ہے اس جرم کی اجازت ہم ان کو ہرگز نہیں دیں گے۔ اگر وہ یہ جرم کریں گے تو ہم ان کے خلاف ایف FIR درج کروائیں گے اور قانون کے مطابق کارروائی کریں گے، ان کو عدالتوں میں گھنٹیں لگے اور ان کو مجبور کر دیں گے کہ وہ قادیانیت کے متعلق قانون کو فالو کریں۔ یہی ہمارا مطالبہ ہے کہ امتناع قادیانیت آرڈیننس پاکستان میں بغیر کسی تفریق کے نافذ ہونا چاہئیں۔ اگر وہ قانون کو نہیں مانتے اور کوئی ان کو بلا کر بٹھانا چاہتا ہے اور وہ نہیں بیٹھنا چاہتے تو پھر سازشی کون ہے یہ سب پر مایاں ہے۔

**سوال:** مبارک ثانی کیس کی سماعت کے دوران تین رکنی بنچ نے قرآن اکیڈمی لاہور سمیت دس نامور دینی اداروں سے قانونی اور شرعی رہنمائی طلب کی تھی۔ آپ یہ بتائیے کہ ان دینی اداروں کی طرف سے جو رہنمائی دی گئی، حالیہ فیصلہ میں اس سے استفادہ کیا گیا یا نہیں؟

**رضاء الحق:** سچی بات تو یہ ہے کہ ان اداروں کی طرف سے بڑی محنت اور عرق ریزی کے ساتھ جو رہنمائی دی گئی تھی اس سے بالکل بھی استفادہ نہیں کیا گیا۔ ان اداروں میں اسلامی نظریاتی کونسل بھی شامل ہے۔ سماعت کے دوران اسلامی نظریاتی کونسل کے سابق رکن ڈاکٹر عمیر محمود صدیقی صاحب بھی پیش ہوئے۔ انہوں نے پورا کیس سمجھانے کی کوشش بھی کی۔ اس کے علاوہ قرآن اکیڈمی لاہور، جامعہ دارالعلوم کراچی، جامعہ نعیمیہ کراچی، جامعہ سلفیہ فیصل آباد سمیت چھ اداروں نے تو متفقہ موقف پیش کیا۔ عدالت نے نہ صرف نظر ثانی درخواست کو رد کیا بلکہ کیس میں لکھ دیا کہ approved for reporting۔

اس کا مطلب ہے کہ یہ فیصلہ آئندہ کے لیے دوسری عدالتیں نظیر کے طور پر استعمال کر سکتی ہیں۔ یعنی دوبارہ اگر مبارک ثانی جیسا کیس عدالت میں آتا ہے تو وہ عدالت اسی طرح کا فیصلہ دے گی۔ یہ ایک طرح سے قادیانیوں کو چھوٹ دی گئی ہے کہ چاہے کوئی قادیانی قرآن میں تحریف کرے، اپنے گمراہ عقائد کی تبلیغ کرے، اپنا لٹریچر تقسیم کرے اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوگی۔ حالانکہ 1993ء کا ظالمیہ الیرین بنام سرکار کیس کا فیصلہ موجود ہے جس میں قادیانیوں کو دھوکے باز قرار دیا گیا ہے اور صاف طور پر لکھا گیا ہے کہ قادیانی غیر مسلم ہیں اور وہ قرآن کے نام پر یا تقسیم کرنا ہوا پکڑا گیا تو اس کے خلاف کوئی FIR درج نہیں ہوگی۔

میں علمی اور عملی خیانت بھی ہے اور ان دس اداروں کی طرف سے جو رہنمائی دی گئی اس سے بھی کوئی استفادہ نہیں کیا گیا۔

**محمد متین خالد:** بددیانتی کی حد یہ ہے کہ آئین کے آرٹیکل 20 کے تناظر میں کہا گیا کہ ان کو مذہبی آزادی کا حق حاصل ہے جبکہ آرٹیکل 20 کو بھی اوجھایا گیا۔ اس پر جب ہمارے جو شیئرز اور مدعی کے وکیل نے توجہ دلانے کی کوشش کی تو ان کو کہا گیا کہ آپ ہمیں قانون نہ پڑھائیں۔ یعنی ہمیں کیس کو صحیح طور پر پیش کرنے کا موقع ہی نہیں دیا گیا۔ اگر آرٹیکل 20 مکمل بیان کیا جاتا تو قادیانیوں کا راستہ ہی بند ہو جاتا۔ یعنی عدالت نے قادیانیوں کے دلائل سن لیے لیکن مسلمانوں کے سارے دلائل اٹھا کر ردی کی نوکری میں چھینک دیے۔

**سوال:** مبارک ثانی تو ضمانت کے لیے حاضر ہوا تھا، عدالت نے ایک تفصیلی متنازع فیصلہ دے دیا جس کو تمام مکتب فکر اور دینی طبقات نے مسترد کر دیا اور دس دینی اداروں سے رہنمائی کی گئی، ریویو پٹیشن آیا۔ اس کے بعد بھی عدالت نے سابقہ فیصلہ ہی برقرار رکھا بلکہ مزید اس کو الجھا دیا۔ آپ یہ بتائیے کہ کیس کیا ہے اور فیصلہ کیا ہے؟

**محمد متین خالد:** آپ سوشل میڈیا پر چلے جائیں یا ہمارے معزز علماء کرام سے رائے معلوم کریں تو وہ سب یہی کہہ رہے ہیں کہ یہ فیصلہ سپریم کورٹ کے کسی جج نے خود نہیں لکھا کیونکہ اس میں جو فقہی اور شرعی عبارات عربی میں لکھی گئی ہیں وہ کسی جج کا کام نہیں ہے بلکہ یہ فیصلہ کہیں اور سے لکھا ہوا آیا ہے۔

**سوال:** قادیانی پوری دنیا میں یہ پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ پاکستان میں قادیانیوں پر جبر ہوتا ہے حالانکہ اس کیس نے ثابت کیا ہے کہ قادیانی پاکستانی عوام کی مرضی اور رائے کے برعکس قرآن پاک کی تفسیر کرنا چاہتے ہیں، اس کو چھاپنا چاہتے ہیں، اس کی تبلیغ کرنا چاہتے ہیں۔ اگر وہ قرآن کے ترجمہ میں تحریف کرتے ہیں اور پھر اس کی تبلیغ بھی کرتے ہیں تو اس صورتحال میں کیا مسلمان مظلوم اور قادیانی ظالم نہیں ہیں؟

**محمد متین خالد:** قادیانی جعل سازی، جھوٹ اور سکر سے کام لیتے ہوئے یورپی ممالک کے سفراء، وہاں کے وزراء، اعظم، ایجنسی انٹرنیشنل، اقوام متحدہ، امریکن کانگریس کے انسانی حقوق کے سبب، صدر امریکہ کو خطوط لکھتے ہیں کہ ہمارے ساتھ ظلم ہو گیا۔ پھر وہاں سے خط ہماری وزارت خارجہ کے پاس آتے ہیں اور ان سے جواب طلبی کر لیتے ہیں۔ میں آپ کے پروگرام کی

وساقت سے تمام قادیانیوں اور قادیانی نوازوں سے پوچھتا ہوں کہ کوئی ایک حق بنا دیں جو آئین کا آرٹیکل 20، 22، 25، 26 دوسرے لوگوں کو دیتا ہے ان کو حاصل نہیں؟ یہ قادیانی ایسے ایسے کلیدی ممبروں پر بیٹھے ہیں کہ اگر میں بتا دوں تو آپ کے روٹنگے کھڑے ہو جائیں گے۔ اس وقت ان کی پاکستان میں کتنی پراپرٹیز ہیں، کتنی شوگر ملیں ہیں، کتنی ٹیکسٹائل ملیں ہیں، آئی ٹی کے ادارے ہیں، تعلیمی ادارے ہیں، سٹاک ایکسچینج میں ان کا حصہ ہے، تمام پوش ایریا میں ان کے پلازے ہیں۔ تمام سہولتیں ان کو میسر ہیں۔ یہ صرف یہ چاہتے ہیں کہ انہیں مرزا قادیانی کو محمد رسول اللہ کہنے کی اجازت دی جائے (نعوذ باللہ)۔ یعنی یہ ظالم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حق چھیننا چاہتے ہیں، پوری دنیا کے مسلمانوں کا ایمان اور عقیدہ چھیننا چاہتے ہیں۔ تو بتائیے

**قادیانی مسلمانوں کا عقیدہ اور ایمان چھیننا چاہتے ہیں، سب سے خوفناک یہ کہ وہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان چھیننا چاہتے ہیں۔**

ظالم کون ہوا؟ جج صاحب کہتے ہیں برداشت کریں، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم رحمت للعالمین تھے۔ بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم رحمت للعالمین تھے۔ لیکن جہاں اللہ کا حکم ٹوٹتا تھا تو سب سے زیادہ غصہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوتا تھا۔ کیا ابن نفل کو خانہ کعبہ کے پردے سے نکال کر قتل کرنے کا حکم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں دیا تھا۔ کیا صحابہ کرام صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹے نبیوں کے خلاف جنگیں نہیں کی تھیں؟

**سوال:** اس فیصلے کے بعد سوشل میڈیا پر یہ خبریں آ رہی ہیں کہ چیف جسٹس کو بہت دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔ اس بات میں کتنی سچائی ہے؟

**رضاء الحق:** قادیانیوں کو جو حق آئین پاکستان میں دیا گیا ہے اس کو وہ استعمال نہیں کرنا چاہتے۔ وہ یہ ہے کہ اپنا مذہب دکھتے کریں اور پھر اس کے مطابق اپنے حقوق حاصل کریں۔ بنیادی فساد کی جڑ یہی ہے کہ قادیانی اپنا مذہب دکھتے نہیں کر رہے اور جعل سازی سے کام لے رہے ہیں۔ لہذا جو فیصلہ آیا اس کے خلاف رد عمل یقیناً آتا تھا۔ کوئی بھی کلمہ گو مسلمان اس کو کبھی برداشت نہیں کر سکتا کہ کسی کو تو جن رسالت اور تو جن قرآن کا لائسنس دے دیا جائے۔ پہلے بھی اس طرح کی کوشش کی گئی جس کا نتیجہ اچھا نہیں نکلا۔ مسلمان تاثیر نے تو جن رسالت کے قانون کو لاکا قانون کہا

تھا اور پھر اس کا نتیجہ دینا ہے دیکھا۔ عدلیہ سمیت ہمارے ریاستی اداروں کو جھٹکانا چاہیے کہ ایسے کام نہ کریں جس سے اشتعال پھیلے۔ اس وقت 400 سے زائد تو جن رسالت کے کیس عدالتوں میں pending ہیں۔ عدالت ان کو سن ہی نہیں رہی اور قادیانیوں کے حق میں فوراً فیصلہ دے دیا۔ جب عوام دیکھتے ہیں کہ ہمارا نظام عدل کام نہیں کر رہا تو پھر وہ قانون کو اپنے ہاتھ میں لے لیتے ہیں۔ عدالت بہانہ یہ بنا رہی ہے کہ وقومہ 2019ء میں ہوا اور ایف آئی آر 2022ء میں کٹ رہی ہے۔ حالانکہ سچائی یہ ہے کہ ملزم کے خلاف ایف آئی آر 2019ء میں ہی درج کروانے کی پوری کوشش کی گئی تھی لیکن نظام ایسا بنا دیا گیا ہے کہ پہلے بے آئی ٹی بنے گی وہ تحقیق کرے گی اور پھر وہ رپورٹ پیش کرے گی، پھر معاملہ قرآن بورڈ کے پاس جائے گا۔ اس کے بعد ایف آئی آر کتنی ہے۔ یہ سارا الجھا جان بوجھ کر پیدا کیا گیا ہے۔ پھر نذر گناہ بدتر از گناہ کے مصداق فیصلہ کے دو دن بعد سپریم کورٹ کی جانب سے پریس ریلیز بھی جاری کر دی گئی کہ ہم نے فیصلہ بالکل ٹھیک کیا ہے اور جو لوگ اس کے خلاف بات کر رہے ہیں ان سے ہم منت لیں گے۔ یہ سارے وہ کام ہیں جو عوام میں انتشار اور اشتعال پیدا کرنے والے ہیں۔

**سوال:** 1974ء میں قادیانیوں کو ہماری پارلیمنٹ نے غیر مسلم قرار دیا۔ اگلے ماہ ستمبر میں اس فیصلے کو پچاس سال ہو جائیں گے۔ یعنی نصف صدی گزر چکی ہے۔ اس دوران ہم دیکھ رہے ہیں کہ قادیانی خوب پھل پھول رہے ہیں، ہر شعبہ میں وہ ترقی بھی کر رہے ہیں اور ساتھ ہی پروپیگنڈا بھی کر رہے ہیں کہ ہم پر ظلم ہو رہا ہے۔ آپ یہ بتائیے کہ رد قادیانیت کے لیے ہمارے علماء کرام، دینی جماعتوں، ہمارے دکھا دھکھڑات اور خصوصاً عوام الناس کو کیا کردار ادا کرنا چاہیے؟

**محمد متین خالد:** اس کا ایک ہی حل ہے اور وہ ہے اتحاد بین المسلمین۔ 1953ء میں ساری جماعتیں اکٹھی ہوئیں اور سب نے معرکہ الآرا قربانیاں پیش کیں۔ وہاں سے رد قادیانیت کی تحریک نے زور پکڑا۔ پھر 1974ء میں پوری امت اکٹھی ہوئی اور قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا۔ 1984ء میں دوبارہ امت اکٹھی ہوئی اور 295 بی اور 298 سی جیسے قانون پاس ہوئے۔ آج پھر میں درخواست کرتا ہوں کہ تنظیم اسلامی، جماعت اسلامی، مفتی تقی عثمانی صاحب، مفتی منیب الرحمان صاحب اور تمام دینی جماعتیں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے اکٹھی ہوں۔ اپنے ایمان کا مسئلہ سمجھ کر ایک ایسی



## وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال اور ان کے جوابات

(۳) ارشاد باری تعالیٰ ہے: (گزشتہ سے پیوستہ)

”اے ایمان والو! جب تم کسی سے مقررہ مدت تک آپس میں قرض کا لین دین کرو تو اسے لکھ لیا کرو اور تمہارے درمیان کسی کا تب کو عدل کے ساتھ دستاویز لکھنی چاہیے اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے لکھنا سکھایا ہو اُس کو لکھنے سے انکار نہیں کرنا چاہیے اور جس شخص پر قرض ہو لکھوانا اُس کی ذمہ داری ہے اور اُس کو اللہ سے ڈرنا چاہیے جو اُس کا رب ہے اور وہ اس (قرض) سے کچھ کم نہ کرے۔“ (البقرہ: 282)

..... اس آیت مبارکہ میں قرض خواہ اور مقروض کو جو ہدایات دی گئی ہیں ان کا مقصد باہمی شکوک و شبہات کا ازالہ تھا۔ ہماری اس بات کی تائید حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی اس روایت سے بھی ہوتی ہے جس میں انہوں نے واضح فرمادیا کہ یہ آیت مبارکہ گندم کی بیج سلم کے متعلق نازل ہوئی ہے اور بیج سلم اُدھار کی بیج ہے۔

امام ابن جریر روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

نزلت هذه الآية: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَيْتُمْ بِدِينٍ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى﴾ في السلف في

الخطبة في كيل معلوم الى اجل معلوم

(جامع البيان: ج ۳ ص ۱۵۹)

”یہ آیت گندم کی بیج سلم کے متعلق نازل ہوئی ہے (گندم کی قیمت کی پیشگی ادائیگی کر دی جائے اور فصل کتنے کے بعد گندم کو وصول کر لیا جائے) اس میں گندم کی مقدار بھی معلوم ہو اور اس کی مدت بھی معلوم ہوئی چاہیے۔“ (جاری ہے)

بحوالہ: ”انسدادِ سود کا مقدمہ اور وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال“ از حافظ عاظم وحید

تحریک چلائیں کہ حکومت اور عدلیہ اس فیصلہ پر نظر ثانی کے لیے مجبور ہو جائے۔ اسمبلی میں اس وقت اگر مخصوص نشستوں کے لیے جنگ لڑی جا رہی ہے تو اس سے زیادہ ہتھارتو عقیدہ ختم نبوت ہے۔ اس وقت تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور ناموس کے دفاع کے لیے کھڑے ہو جائیں۔

**سوال:** یہاں اپنے دنیاوی مفادات کی خاطر تو سب لوگ بل بھی لے آتے ہیں، دھرنے بھی دیتے ہیں، احتجاج بھی کرتے ہیں۔ ختم نبوت کے حوالے سے ہم اکٹھے کیوں نہیں ہوتے، نفاذ اسلام کے حوالے سے ہم اکٹھے کیوں نہیں ہوتے؟ دوسرا یہ بتائیں کہ ریویو پینشن کے اس فیصلہ کے بعد اب آگے قانونی چارہ جوئی کیا ہو سکتی ہے؟

**رضاء الحق:** تنظیم اسلامی کا ہمیشہ سے یہی موقف رہا ہے کہ جو متفق علیہ منکرات ہیں ان کے خلاف تمام دینی طبقات متحد ہو کر ایک پُر امن منظم احتجاجی تحریک چلائیں۔ کیونکہ ایکشن کی سیاست سے موجودہ نظام چل تو سکتا ہے لیکن اس فرسودہ نظام کو انتخابی سیاست سے بدلنا نہیں جا سکتا۔ اس وقت جتنے بھی مسائل اور معاملات سامنے آ رہے ہیں اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ موجودہ نظام عدل و انصاف فراہم کرنے میں ناکام رہا ہے۔ یہ نظام ظالم کے ساتھ تو کھڑا ہو سکتا ہے مگر مظلوم کے ساتھ نہیں کھڑا ہو سکتا۔ اس کے مقابلے میں جو خلاف نظام ہے وہ حق پر کھڑا ہوتا ہے۔ خلافت عثمانیہ کے آخری دور میں جبکہ عثمانی حکومت لڑ کھڑا رہی تھی، فرانس میں تو بین رسالت پر مبنی ایک شیخ شو منفقہ کرنے کا اعلان کیا گیا۔ عثمانی خلیفہ نے وارننگ جاری کی کہ اگر ایسا ہوا تو ہم جہاد کا اعلان کر دیں گے۔ فرانس کو وہ پروگرام کینسل کرنا پڑا۔ کچھ عرصہ بعد انگلینڈ میں اسی طرح کا پروگرام منعقد کرنے کی کوشش کی گئی، خلیفہ نے وارننگ دی اور انگلینڈ کو وہ روکنا پڑا۔

اب بھی مسلمانوں کے سامنے ایک ہی راستہ ہے کہ وہ انگریز کے بنائے ہوئے نظام کی بجائے اپنے اصل نظام کی طرف لوٹ آئیں۔ نظام کو صرف تحریک کے ذریعے ہی بدلا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ ابھی ذکر ہوا کہ ہم نے 1953ء میں تحریک چلائی، پھر 1974ء کی تحریک کامیاب ہوئی۔ اسی طرح ہم دوبارہ کسی بڑے منکر کے خلاف متحد ہو کر تحریک چلائیں۔ تحفظ ناموس رسالت تمام مسلمانوں کا مسئلہ ہے اور قادیانیت سب کا مسئلہ ہے، لہذا سب کو متحد ہو کر ایک بھر پور تحریک چلانی چاہیے۔ یہی ایک راستہ ہے جس سے سارے معاملات حل ہو سکتے ہیں۔

## آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 839 دن گزر چکے!

### رفقاء متوجہ ہوں ان شاء اللہ

”مسجد جامع القرآن، مین روڈ ڈسٹریکٹ ٹاؤن، سرگودھا (حلقہ سرگودھا)“ میں

25 تا 31 اگست 2024ء (بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

## مبتدی تربیتی کورس

زیادہ سے زیادہ رفقاء متعلقہ کورس میں شریک ہوں۔

30 اگست تا یکم ستمبر 2024ء (بروز جمعہ المبارک نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

## امراء، افتاء و معاونین تربیتی و مشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے۔

نوٹ: درج ذیل موضوع پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ ذمہ داران سے گزارش ہے کہ دستیاب مواد

کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں۔ ☆ اسلام کا انقلابی منشور (سامی سطح پر)

زیادہ سے زیادہ ذمہ داران پروگرام میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0300-9603577/ 0300-9603045

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 78-35473375 (042)

# لبو کے سارے شہیدے اور سارے معجزے

عامرہ احسان

amira.pk@gmail.com

میں سے وہ ایک محمد بن قاسم کی عمر کا مجاہد، جس پھول کی ہر پتی اسی طرح "بیل فائز" (جہنم کی آگ) میزائل سے بکھری اور بوٹی بوٹی کو معطر کر گئی! زمین کے نیچے بھی روشنی ہو، چراغ مٹی میں رکھ دیا تم نے! قطر نے اسماعیل بنیہ کو شایان شان استقبال دے کر تم رسیدہ امت کا سفر خرے بلند کر دیا۔ یہ کہا سرکاری ٹیلی ویژن سے: "قطر آج فلسطین کا ایک خالص اور پاکیزہ ٹکڑا قبول (کرنے کی سعادت حاصل) کر رہا ہے۔" (قطر کی سرزمین پر شہید قدس و اقصیٰ کا وجود وفانی، مدفون خزانہ!)

خان یونس میں کیمپوں میں فلسطینی شہادت پر کھجوریں (بطور مٹھائی) پیش کی گئی۔ شہادت پر مٹھائی کھلانا ان کی روایت رہی ہے۔ وہ اس کی قدرو قیمت سے واقف ہیں: لبو کے سارے شہیدے، لبو کے سارے معجزے کہیں شر افشان لبو، کہیں بے گل فشاں لبو

ادھر قندھار میں محبت ایک اور رنگ میں ہے۔ اعلیٰ فوجی حکام کے اجلاس میں جب بنیہ کی شہادت کی خبر سنائی گئی تو دنیائے کفر کو خون کے آنسو لانے والوں کے اپنے ضبط کے بندھن ٹوٹ گئے! ڈاڈا حیاں محبت بھرے آنسوؤں سے تر ہو گئیں! امیر قطر شیخ تمیم بن حمد ثانی نے نماز جنازہ میں اپنی عقال (سر کی سیاہ پٹی) اتار دی۔ عرب روایت کے مطابق یہ اظہار ہے کہ: "میرا ذاتی نقصان ہے!" اور ادھر ہم عقل سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ بانی پاکستان فلسطین اور قدس پر قومی موقف، وابستگی اور غم غم طے کر گئے تھے جس پر وہ رائے ممکن نہیں۔ بائیزن اگر بحکم خداوندی مر جاتا تو ہمارے سبھی حکمران پہنچ جاتے! یہاں غائبانہ نماز جنازہ پراکتفا کیا۔ قرار داد میں اسرائیل کا ذکر حذف کر دیا مارے خوف کے!

حماس، کسی فرد کا نام نہیں۔ یہ اقصیٰ ہے، قدس ہے۔ ایک ناقابل شکست عزائم کی حامل مضبوط قوم ہے۔ کچھ وہ ہیں جو کہ مر کر بھی زندہ ہیں۔ (قبر جہاں دی حیوے ٹھولا) مت کہو وہ مردہ ہیں۔ ایسا سوچو بھی مت! تم زمین سے

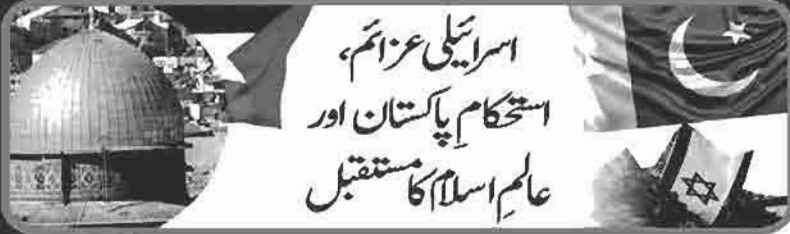
حالات و واقعات کی برق رفتاری بے پناہ ہے۔ ایک خبر سے سنبھلتے نہیں ہیں کہ دوسری خبر تو جہات سینے لیتی ہے۔ بنگلہ دیش پر جبر و استبداد کی طویل حکمرانی، فسادات اور پھر اس سے نجات کا غیر متوقع سامان۔ ایران کے صدر کا فلسطینی مہمان نہایت غیر متوقع طور پر تمام عالمی مہمانوں میں سے نشانے پر رکھ لیا گیا! کس نے سوچا تھا! وہ جو جنگی مذاکرات کا مرکزی کردار اور اہم ترین فریق تھا۔ اسماعیل بنیہ کی شہادت، فی نفسہ جہاں ایک غم کا گھاؤ ہے وہاں انہی کے بیٹے عبدالسلام بنانیہ کے مطابق: آج شہدائے استاد / قائد کی فلسطین میں تاج پوشی ہے!..... ہماری تشفی، اطمینان یہ ہے کہ وہ ایک شہید ہے دائمی جنتوں میں۔ فلسطین کے عظیم قافلے کے لیزروں میں شامل! شہادت بھی یوں ہوئی کہ میزائل نے فانی خاکی وجود کا اوپر کا حصہ نشانہ بنایا..... بوٹی بوٹی بکھری عبداللہ بن جش بنانیہ کے بیٹے کی طرح اور وہ وعدہ پورا ہوا۔ شیروں کی طرح حیات مستعار میں بنیہ نے پکارا تھا: ارو احنا و دماؤنا و اہلنا و ابنائنا و بیوتنا فداء، علمی، قدس و الاقصیٰ! (ہماری جانیں، ہمارا خون، ہمارے خاندان، ہماری اولاد، ہمارے گھر بار، سب اقصیٰ اور قدس پر قربان) ایمان اور اسلام سے لاعلم، اپنی تاریخ اور سیرت مطہرہ و مہذبہ، غزوات کی تعلیم سے بچا بچا کر پالی گئی نسلیں اس لذت سے ناواقف ہیں۔ بنا کر دند خوش رسے بہ خاک و خون غلطیدن

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را  
بیٹے کے مطابق اسماعیل بنیہ نے خاندان کے (اولاد سمیت) 100 سے زیادہ شہداء اس جنگ میں پیش کیے، گھر بار لٹائے! اسلامی تاریخ نے بعثت نبوی کے بعد بار بار فتوحات حاصل کیں اور خلافت عثمانیہ تک تین براعظموں پر حکمرانی کی، تو انہی شیروں کی بدولت۔ ہماری تاریخ کا ہر صفحہ خون شہداء کے چھینٹوں سے معطر ہے اور یہ عظیم ترین اعزاز ہے! خواہ وہ روس یا امریکہ کیو جیسی قوت و جبروت کی سلطنتیں اور عساکر ہوں! امریکا کے خلاف لڑنے والوں

چنے (میکڈونلڈ) چر چک رہے ہو، وہ اللہ کے ہاں (بے مثال جنتوں میں) رزق پارے ہیں! اہل غزہ ایسے کیوں کر ہو گئے؟ انہیں وہ قیادت میسر آئی (شیخ احمد سلیم جیسے) جنہوں نے "قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن" کی روح اور تربیت قوم میں اتار دی۔

حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی سرزمین کی وراثت، قدس اور مسجد اقصیٰ کی عظمت ان کی ہر بن مومین بھردی۔ وہ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن کے پیغام کو گویا حارز جان بنا بیٹھے، جسے مولانا کی اپنی قوم نے کما حقہ اہمیت نہ دی۔ سب جا بجا یہ پڑھ چکے ہیں جو ان کا مالنا (اس دور کا گوانتا نامو!) کی قید سے واپسی پر اہم ترین پیغام، وصیت اور عزم تھا:..... قرآن کو لفظاً اور معنایاً عام کیا جائے۔ بچوں کے لیے لفظی تعلیم، بڑوں کو عوامی درس قرآن کی صورت میں اس کی معانی سے روشناس کرایا جائے اور قرآنی تعلیمات پر عمل کے لیے آمادہ کیا جائے اور مسلمانوں کے باہمی جنگ و جدال کو کسی قیمت برداشت نہ کیا جائے۔ سوائے باضابطہ مدارس میں تعلیم کے، کم نصیبی سے قوم قرآن پاک، سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور تاریخ اسلام سے نہ صرف نیکر نابلد ہے، اُلٹا دیندار طبقہ بھی اب خشوع و خضوع سے آکسفورڈ، کیمرج لندن سے یہاں بیٹھے اولیول، اے لیول کا طلبگار رہو رہا ہے۔ کہ زمانے میں پینٹے کی بکلی باتیں ہیں! غزہ کی خوبصورت طویل داستان ہے کہ حکومتی سطح سے کس طرح ہر پچے، نوجوان، تعلیمی اداروں، دفاتر، سرکاری اہلکاروں تاجروں میں تعلیم قرآن، حفظ اور فہم اتارا گیا۔ روح کا حصہ بنا۔ شرح خواندگی بھی 100 بصد ہے۔ قرآن پر محنت نے انہیں فہم و فراست، صبر و ثبات عطا کیا۔ جہاد فی سبیل اللہ اور پرشقت زندگی نے انہیں دین و دنیا میں یکساں کر دیا۔ اسماعیل بنیہ 2006ء میں وزیر اعظم منتخب ہوئے تو شاندار سرکاری رہائش قبول کی نہ پہلی کا پٹر پر وازیں! مہاجر کیمپ کے سادہ گھر میں رہے۔ کہا: میں اپنے لوگوں، مہاجرین اور مفلوک الحال عوام میں رہنا پسند کرتا ہوں۔ یہ سیاست نہیں ہے۔ یہ ہمارے خلفائے باسفا کی شان کا اتباع تھا۔ شیخ احمد سلیم کا تربیت یافتہ معاون، لوگوں کے دلوں کی دھڑکنوں میں بستا تھا۔

تین یا ہو کا یہ حملہ مذاکرات اور امن پر حملہ ہے، جنگی جرم ہے۔ امریکا اسرائیل، قدسی، فلسطینی مہمان پر، پراسرار حملے کے جواب دہ یہ سبھی ہیں، بشمول میزبانوں کے۔ جو قطر، ترکی میں محفوظ رہا وہ یہاں عدم تحفظ شکار



16 اگست 2024

بروز جمعہ المبارک  
آغاز: 7:00 بجے رات

إِنْ شَاءَ اللّٰهُ

زیر صدارت

شیخ الحدیث  
عظیم الرحمن

(ہدایہ کے بعد محترمہ مسجد میں نماز عشاء کی جماعت جانی کا اہتمام ہوگا)  
سیمینار میں ملکی اور بین الاقوامی شہرت کے حامل اسکالر زور اور امل گلرود انش شرکت و خطاب فرمائیں گے

بہ مقام: قرآن اڈیٹوریٹ 191 اتانترک بلاک نیوگارڈن ٹاؤن لاہور



لائیو سٹریمنگ کا اہتمام ہوگا  
خواتین کی باپردہ شرکت کا اہتمام ہے

www.tanzeem.org  
23 کلومیٹر، ملتان روڈ، چوہنگ لاہور  
فون: 042 35473375-78 Email: markaz@tanzeem.org

## امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(1 تا 14 اگست 2024ء)

جمعرات 1 اگست: صبح لاہور آمد ہوئی۔ مرکزی عاملہ کے اجلاس کی صدارت کی۔ سہ پہر پہلے شعبہ نظامت اور پھر شعبہ تعلیم و تربیت کے اجلاس کی صدارت کی۔

جمعہ 2 اگست: صبح مرکزی اسرہ کے مخصوص اجلاس کی صدارت کی۔ تقریر اور خطبہ جمعہ مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی لاہور میں ارشاد فرمایا اور جمعہ کی نماز پڑھائی۔ دوپہر میں شعبہ معراج و بصر کے اجلاس کی صدارت کی۔ پروگرام "امیر سے ملاقات" کی ریکارڈنگ کرائی۔ رات کو آن لائن "گھر بیلو اسرہ" کا انعقاد کیا۔

ہفتہ 3 اگست: دن میں پہلے شعبہ نشر و اشاعت اور پھر شعبہ مالیات کے اجلاس کی صدارت کی۔ شام کو حلقہ پنجاب پشوپوہار کے تنظیمی دورہ کے لیے روانگی ہوئی۔ ناظم اعلیٰ دوران سفر اور دورہ ساتھ رہے۔ رات کے قیام کا انتظام حلقہ کے مرکز میں تھا۔

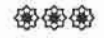
اتوار 4 اگست: صبح 9 بجے تا سہ پہر 3 بجے تک حلقہ پنجاب پشوپوہار کے تنظیمی دورہ کی مصروفیات رہیں۔ مسجد العابد، گوجرخان میں تمام رفقاء سے ملاقات رہی۔ حلقہ، مقامی تنظیم اور منظر داسرہ جات سے متعلق نئے شامل ہونے والے رفقاء کا تعارف حاصل کیا۔ سوال و جواب کی نشست، مختصر خطاب اور بیعت مسنونہ کا اہتمام ہوا۔ حلقہ اور مقامی تنظیم کے ذمہ داران کے ساتھ طیبہہ اجلاس میں سوال و جواب کی نشست اور کچھ یاد دہانیوں کا اہتمام ہوا۔ گوجرخان سے نائب ناظم اعلیٰ شمالی پاکستان زون ڈاکٹر امتیاز صاحب کے ہمراہ اسلام آباد آمد ہوئی۔ رات کو کراچی واپسی ہوئی۔

معمول کی مصروفیات: نائب امیر صاحب سے مستقل رابطہ رہا اور معمول کے تنظیمی امور انجام دیئے۔ قرآنی نصاب کے انگریزی ترجمہ کے حوالے سے سرگرمیاں جاری رہیں۔ معمول کی کچھ ریکارڈنگ کرائیں۔

کیوں کر ہوا؟ اگرچہ وہ کامیابی کی عالی شان منزل مراد پا گیا اور حراس میں رجال کار کی کمی نہ تھی تاہم آج۔ مگر جنگی جرائم اور شراکت کاری میں ایک اور اضافہ اپنی جگہ!

ادھر بنگلہ دیش کی 30 سالہ تاریخ میں 20 سال حسینہ واجد نے بھارت پرستی اور پاکستان دشمنی کی بنیاد پر جرہ کی حکمرانی کی ہے۔ اس کی سیاست مکمل سیکرہ اسلام مخالفت پر مبنی رہی۔ یکتی باہنی کی نسلوں کے معاشی تحفظ کے لیے کوئی مساعہ کیا جانا اسے ڈوبا۔ صبر کے کبھی پیمانے لبریز ہونے، پوری دنیا کی فضا بدل چکی ہے، یہاں بھی یہ انقلاب نوجوان طلبہ کی تحریک، خون اور گرفتاریوں کا مہوون منت ہے۔ ڈھاکہ کی سڑکوں پر نینک بکتر بند گاڑیوں کے مناظر جولائی سے شروع ہوئے اور اب حسینہ واجد..... پٹنئی وہیں پہ خاک جہاں کاغذ تھا یعنی ڈھاکہ سے جان بچا کر اگرتلہ (بھارت) پٹنئی جہاں حبیب الرحمن نے بھارتی ایجنسیوں کے ساتھ مل کر پاکستان توڑنے کی سازش کی تھی! پھر بھارتی حویل میں دہلی منتقل۔ فی الوقت عبوری حکومت کی تیاری ہے۔ وہاں جماعت اسلامی قربانیوں، بھائی کے تختے حق کے خاطر چوم لینے کی روایت (2001ء کے بعد امریکا کی بین الاقوامی سطح پر اسلام دشمنی کی ہر خطے میں حوصلہ افزائی ہوئی) خالدہ ضیا کی پارٹی اور دیگر اپوزیشن کے ساتھ مسلسل جدوجہد کا حصہ رہی، پاکستان سے محبت کی بھرپور سزا بھی پاتی رہی اور قارالزماں آری چیف حسینہ واجد کا قریبی عزیز اور معتمد رہا ہے۔ یہ تبدیلی 30 سالہ بھارتی آسیب سے بنگلہ دیش کو نجات دینے کا سبب بن سکتا ہے۔ اپوزیشن اور بالخصوص طلبہ قیادت اس پر متفق ہے۔ اللہ امن و امان وہاں جلد بحال کرے اور بہتر قیادت سے نوازے۔

ایں دعا از من و از جملہ مومنین آمین باد!



### ضرورت رشتہ

لاہور میں رہائش پذیر تہذیب فمیلی کو اپنی بیٹی، عمر 40 سال تعلیم ایم اے انگلش، بی ایڈ بقہ 1' 5' طلاق یافتہ (بچہ کوئی نہیں)، کے لیے دینی مزاج کے حامل، اعلیٰ تعلیم یافتہ، برسر روزگار کے کارشردار کا ہے۔

برائے رابطہ: 0333-4245575

اشہارہ دینے والے حضرات نوٹ کر لیں کہ ادارہ ہذا صرف اطلاعاتی رول ادا کرے گا اور رشتہ کے حوالے سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

## جوئے بنگلہ رجا کار

آصف محمود

سے محبت کی۔ دل کٹ جاتا ہے۔

مکتی باہنی کے مجرموں کے لیے آج بھی چالیس فی صد کوٹے پر اصرار اور احتجاج پر قتل و غارت، یہ رویہ بتا رہا ہے کہ باپ کی طرح بیٹی کا بھی جمہوریت سے کوئی واسطہ نہ تھا۔ یہ وحشت تھی۔ ایسی ہی وحشت کا علم شیخ مجیب نے بھی اٹھایا تھا اور جب قتل ہوا تو اگلے روز شائع ہونے والے بنگلہ دیش آبزور کے ادارے کا آغاز اس فقرے سے ہوا کہ:

"The killing of Sheikh Mujib was a historic necessity."

پاکستان نے تو شیخ مجیب کو جیل سے نکال کر بنگلہ دیش بھیج دیا لیکن اگست 1975 میں بنگلہ دیش کی فوجی بغاوت میں انہیں ان کے بچوں، بیوی، بہو سمیت قتل کر دیا گیا۔ اہل خانہ میں صرف دو بیٹیاں بچ سکیں جو ملک سے باہر تھیں۔ کیا کبھی ہم نے غور کیا کہ ساری خرابی اگر مغربی پاکستان کے فیصلہ سازوں ہی کی تھی تو بنگلہ دیش کی فوج نے اپنے بنگ بند کو تیسرے ہی سال کیوں قتل کر دیا؟

اس کا جواب بہت سادہ ہے: اس نے بھی وہی حرکتیں کی تھیں جو حسینہ واجد کر رہی تھی۔ باپ کے قتل کے وقت بیٹی اس لیے گئی کہ ملک سے باہر تھی۔ (ورنہ قاتلوں نے تو شیخ مجیب کے دس سالہ بیٹے ارسل کو بھی معاف نہیں کیا تھا)۔ اور اب شاید بیٹی اس لیے گئی کہ ملک سے بھاگ گئی۔ شیخ مجیب کی فسطائیت بھی شرم ناک تھی، اس کی بیٹی کی فسطائیت بھی شرم ناک رہی۔

شیخ مجیب کو مارنے والے کون تھے؟ یہ مغربی پاکستان کے لوگ نہ تھے۔ یہ بنگلہ دیش کے اپنے فوجی تھے۔ اور عام فوجی بھی نہیں تھے۔ ان میں سے تین تو وہ تھے جو بنگلہ دیش نے باقاعدہ جنگی بیرو قرار دے رکھے تھے کہ انہوں نے مکتی باہنی کے ساتھ مل کر "آزادی کی جنگ" لڑی تھی۔ درجنوں گواہیاں موجود ہیں کہ شیخ مجیب کے کارندوں کے ہاتھوں فوجی افسران کے اہل خانہ کی عصمت دری کا انتقام تھا۔ قاتل بھی وہی تھے جو مکتی باہنی کے "بیرو" تھے۔

شیخ مجیب کے قاتلوں میں سے تین ایسے تھے جو بنگلہ دیش میں بیرو و کار درجہ رکھتے تھے۔ سوال یہ ہے کہ وہ کیوں قاتل بنے؟

پاکستان نے پاکستان سے عشق کرنے والے جن پاکستانیوں کو ڈھا کہ کے قتل میں اکیلے چھوڑ دیا تھا، آج وقت نے انہیں قتل میں سر بلند کر دیا ہے۔ سلیم منصور خالد صاحب نے "الہد" نامی تو انتخاب میں سارا درد اٹھایا: یا: اس خون کے نام جو پاکستان کے لیے بہا اور پاکستان میں اجنبی ٹھہرا۔ اس ملک میں سلیم منصور خالد کے سوا کون ہے جسے سب سے پہلے مبارک دی جائے کہ جو خون دیار عشق میں اجنبی ٹھہرا تھا وہ خون مقتل میں بشارت بن گیا ہے۔

کیسے کیسے لوگ حسینہ واجد نے پھانسی پر چڑھا دیے، یاد کرنے نہیں تو دل سے دھواں اٹھتا ہے۔ نسلیں پاکستان پر قربان ہو گئیں لیکن پاکستان کی حکومتوں نے مڑ کر ان کی طرف نہ دیکھا۔ بڑھاپے میں لوگوں کو قتل میں لڑکا یا گیا کہ جوانی میں انہوں نے پاکستان سے محبت کی تھی۔ آفرین ہے ان لوگوں پر ایک کے بعد ایک قتل ہوتا گیا، مقتولوں نے سروں کی مالا پرودی لیکن کسی ایک کے قدم نہ ڈوگ گئے۔ کسی ایک نے معافی نہ مانگی۔

مکتی باہنی کے جرائم اور درندگی پر پردے ڈال دیے گئے اور الہد اور افسوس والوں پر مقدمے قائم ہونے لگے۔ گواہیوں کا معیار یہ تھا کہ اگر کسی کے خلاف عوامی لیگ کے کسی اخبار میں بھی کوئی خبر چھپی تھی تو وہ ثبوت قرار دیا گیا۔ 1971 کے واقعات پر 2022 اور 2024 میں پھانسیاں ہونے لگیں۔ جموں نے مقدمے، سفاک عدالت اور پھر قتل۔

لوگ 55 سال بعد بھی مسکراتے ہوئے پھانسی گھاٹ جاتے رہے لیکن پاکستان کی حکومتیں یوں اجنبی بن گئیں جیسے جاتی ہی نہ ہوں کہ یہ کون ہیں جو آج بھی پاکستان کی محبت کے جرم میں پھانسیاں پار رہے ہیں۔ یہاں تک کہ برطانوی سپریم کورٹ نے بھی حال میں ان مقدمات کو اوجیز کر رکھا۔ لیکن برطانوی سپریم کورٹ کا یہ شاندار فیصلہ پاکستان میں کہیں زیر بحث تک نہ آسکا۔ میں نے اس پر انگریزی میں کالم لکھا، وہ بھی تب جب سلیم منصور خالد صاحب نے توجہ دلائی اور اصرار کیا۔ سوچتا ہوں کوئی یار مار ہو تو ہم ساری علی گیلانی سے ماہر عبدالقادر تک ہم نے ہر اس شخص کو قتل میں اکیلا چھوڑا جس نے پاکستان

ڈھا کہ عوامی لیگ کے صدر اور شیخ مجیب کے دست راست شیخ غلام مصطفیٰ نے بنگالی میجر کی بیوی اور بیٹی کو اغوا کر لیا تھا۔ اور جب اس پر بنگلہ دیش کے فوجی دتے غصے میں ان کی تلاش کے لیے شہر بھر میں پھیل گئے تو شیخ مجیب نے انڈر ورلڈ کے ذہان کی طرح اپنے گھر پر صلح کروادی۔ شیخ غلام مصطفیٰ کے خلاف کوئی کارروائی نہ ہوئی البتہ افسران کو نوکری سے نکال دیا گیا۔ اتفاق دیکھئے کہ اسی رجسٹ کے افسران بعد میں شیخ مجیب کے قتل میں شامل تھے۔

عوامی لیگ کے ایک فتنہ اور عوامی صدر مزمل نے ایک پارٹ میں سے دلہا اور دلہن کی کار کو قبضے میں لے لیا۔ دلہا وہیں قتل کر دیا گیا۔ دلہن کی عزت لوٹ کر دو روز بعد اس کی لاش پھینک دی گئی۔ فوج نے مزمل کو گرفتار کر لیا۔ شیخ مجیب نے حکم دیا اسے رہا کر دیا جائے۔ روایت ہے کہ میجر فاروق اسی واقعے کے رد عمل میں شیخ مجیب کے قاتلوں کے ساتھ شامل ہوا۔

عوامی لیگ کا یہی فتنہ مزمل اس وقت بنگلہ دیش میں وفاقی وزیر تھا اور الہد کے لوگوں کی گرفتاریوں اور پھانسیوں کے معاملات انہی کی نگرانی میں چل رہے تھے۔ حسینہ واجد باپ کی طرح سفاک آمر تھی۔ تحریک انہی تو اس نے اسے کچلنے کا آسان راستہ اپنایا اور کہا یہ سب "رجا کار" ہیں۔ یعنی یہ سب الہد کے ہیں، یعنی غدار ہیں اور پاکستان کے ایجنٹ ہیں۔ اس کا جواب اسے یہ ملا کہ اگلے روز ہزاروں طلبہ چھ بڑے شہروں میں یہ نعرے لگاتے سڑکوں پر تھے کہ:

توئی کے، آئی کے؟ رجا کار رجا کار

(تو کون، میں کون؟ رضا کار، رضا کار)

چیلے کلم، آدھی کار بولے سلیم رجا کار

(مطالبات منوانے کا ایک ہی رستہ، رضا کار، رضا کار)

یہ ایک پوسٹ ٹرو تھی جسے اس کے باپ نے کیش کیا اور بھارت کی شہد پر خداری کی۔ اس کا جمہوریت سے کوئی تعلق نہ تھا، میں اس سب پر تفصیلی کالموں کی سیریز لکھ چکا ہوں اس لیے یہاں اس کی تکرار کا موقع نہیں۔

وقت سارے چاب اٹھا دیتا ہے۔ خداری کی بیٹی بھاگ کے بھارت کی پناہ میں چلی گئی۔ اگر تلہ ساش کیس کے مرکزی کردار کی بیٹی بھاگ کر کچھ بھی تو کہاں؟ اسی شہر اگر تلہ میں۔ جو قتل میں گئے سرخرو ہے، جو اقتدار میں تھے ذلیل ہو کر بھاگ گئے۔ ایک وقت آئے گا بنگال میں میر جعفر کی نمک حرام ڈیوڑھی کے ساتھ ایک اور نمک حرام ڈیوڑھی کا اضافہ ہو جائے گا۔ نمک حراموں کی ڈیوڑھیاں عبرت کدہ ہوتی ہیں۔ (روزنامہ "بشکر" یہ 92 نیوز لاہور)



# حُشُن آزادی کے لیے آزادی کبھی تو چاہیے!

عادل سمیل

جس پاکستان کو بنانے کے لیے، حاصل کرنے کے لیے ہزاروں مسلمانوں نے اپنے مال اور جانیں قربان کیں، ہزاروں ماؤں بہنوں، بیٹیوں کی عورتیں ٹٹ گئیں، ہزاروں محل نشین خانہ بدوش ہو کر رہ گئے، اس پاکستان کا مطلب تھا: "لا الہ الا اللہ" اللہ کے علاوہ کوئی سچا حقیقی معبود نہیں۔" دراصل ان لوگوں نے کیا حاصل کرنے کے لیے، کیا بنانے کے لیے یہ سب قربانیاں دیں تھیں؟

ان لوگوں کا ہدف زمین کا ایک ایسا ٹکڑا حاصل کرنا تھا جہاں وہ لوگ خود اور ان کی آنے والی نسلیں کسی بھی اندرونی دباؤ کے بغیر، کسی خلفشار اور منافقت کے بغیر، اور بیرونی دباؤ کے بغیر، اچھی طرح سے رد کرتے ہوئے، اس کلمہ طیبہ یعنی "لا الہ الا اللہ" اللہ کے علاوہ کوئی سچا حقیقی معبود نہیں کے مطابق اپنی زندگیاں بسر کر سکیں، اس کلمہ طیبہ کو اپنی زندگیوں کے تمام معاملات پر نافذ کر سکیں، سچے عملی مسلمانوں کی ہی زندگیاں گزارتے ہوئے اپنے اللہ کے سامنے حاضر ہوں، جی ہاں، اُن کی تمنا، اُن کا ہدف ایک اسلامی ریاست (Islamic State) تھی، نہ کہ کوئی نام نہاد مسلم ریاست (Muslim State)، اور نہ ہی محض جغرافیائی طور پر آزاد کوئی ریاست (So Called An Independent State)، انگریزی میں یہ نام اس لیے لکھے ہیں کہ دھوکہ دینے والے یہ نام اور ان سے ملتے جلتے نام اور الفاظ استعمال کر کے دھوکہ دیتے چلے آ رہے ہیں، اور اللہ جانے کہ ہمیں اُن مکاروں کی چال بازیوں کی سمجھ کیوں نہیں آتی؟

یا ہم سمجھ بوجھ کر بھی انجان بنے ہوئے غلامی کی زنجیروں کو اپنے ارد گرد دکتے چلے جا رہے ہیں؟ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ جس نے بھی اللہ کے دین کے نفاذ کے لیے اسلامی ریاست بنانے کے لیے قربانی دی، اللہ تبارک و تعالیٰ اُسے اُس کی نیت کے مطابق اجر عطا فرمائے گا۔ اور جس نے مسلم ریاست کے قیام کے لیے کام کیا، اللہ تبارک و تعالیٰ اُسے اُس کی نیت کے مطابق اجر عطا فرمائے گا۔ اور جس نے محض جغرافیائی طور پر آزاد ریاست بنانے کے لیے کام کیا، اللہ تبارک و تعالیٰ اُسے اُس کی نیت کے مطابق اجر عطا فرمائے گا۔

قارئین کرام، یاد رکھیے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جغرافیائی طور پر آزاد زمین کا جو ایک حصہ عطا فرمایا ہے،

جس میں ہم رہ رہے ہیں جسے ہم اپنا وطن کہتے ہیں، وہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے محض اپنی رحمت کے طور پر عطا فرمایا ہے، کیونکہ اس نعمت کو پانے کے ظاہری اسباب میں ہم سمیت آج کی نسل کی کوئی قربانی شامل نہیں، قربانی تو دور کی بات ہے کہیں کوئی رتی برابر سخت یا کوشش بھی دکھائی نہیں دیتی، بلکہ اس نعمت کے ملنے کا ظاہری سبب اُن لوگوں کی قربانیاں تھیں جن کا ذکر بات کے آغاز میں کیا گیا۔ ہمارے سوچنے اور سمجھنے کی بات یہ ہے کہ اُن لوگوں کی قربانیوں کی کیا قدر کر رہے ہیں؟ اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی اس عظیم نعمت کی کیا قدر کر رہے ہیں؟ اور اس نعمت کو واقعتاً ایک آزاد اور مضبوط اسلامی ریاست بنانے کے لیے کیا کر رہے ہیں؟

سوچئے، سوچئے، اور پھر سوچئے کہ اللہ کی خوشی حاصل کر کے یہ نعمت برقرار رہے گی" یا "اُس کی ناراضگی پا کر؟" کیا اللہ کی اس نعمت کا شکر اُس کی نافرمانی کر کے ادا کیا جانا چاہیے؟

نام نہاد آزادی کے جشن کے نام پر ایسے کتنے کام کیے جاتے ہیں جو سراسر اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں پر مشتمل ہوتے ہیں؟ جی ہاں، میں نے کہا: "نام نہاد آزادی" جشن منانا شرعی طور پر جائز نہیں یا نہیں۔

فی الحال تو یہ سمجھنا اور سمجھانا چاہتا ہوں کہ کیا ہم آزاد ہیں؟ کیا محض جغرافیائی طور پر آزاد زمین کے ایک حصے پر ریاست آزادی ہے؟ کیا ہمارے جسم، ہمارے اذہان، ہمارے دل، واقعتاً آزاد ہیں؟

جی نہیں، اور ہرگز نہیں! ہماری معیشت، معاشرت، قوانین اور قانون نافذ کرنے کے انداز و اطوار، کردار و گفتار، غلبہ و اخلاق کوئی چیز ہے جو آزاد ہے، جس پر غیروں اور ہمارے رب اللہ جل جلالہ، اور رب کے رسول کریم محمد ﷺ کے خالقین اور دشمنوں کا اثر نہیں، کیا یہ آزادی ہے؟ تو پھر کس آزادی کا جشن منایا جائے؟

یا تو کیجیے کہ محمد بن قاسم رحمۃ اللہ کو عرب سے سندھ کیوں بھیجا گیا؟ خلفہ معظم باللہ، رحمۃ اللہ نے ایک مسلمان بہن کی بیکار پر اُس کی مدد کے لیے لشکر روانہ کر دیا، کیوں؟ اور ایک ہم ہیں "آزاد اسلامی جمہوریہ پاکستان" کے "پاکستانی مسلمان" جو اپنی بہنوں، بیٹیوں کی عزتوں کو

خود بھی پامال کرتے ہیں، اور دُوسروں کے ہاتھوں بیچتے بھی ہیں، یہ فروخت پیسے کمانے کے لیے بھی ہوتی ہے،

عہدے اور منصب پانے کے لیے بھی ہوتی ہے، سیاست چکانے کے لیے بھی ہوتی ہے، اور اُن کی ناراضگی اور گرفت سے بچنے، اُن کی رضا پانے کے لیے بھی ہوتی ہے، جنہیں ہم نے غمی طور پر اپنے "اللہ (معبود)" بنا رکھا ہے۔

کیا یہی وہ پاکستان ہے جس کا مطلب: "لا الہ الا اللہ" اللہ کے علاوہ کوئی سچا حقیقی معبود نہیں" ہونا مقرر کیا گیا تھا؟ کیا یہ آزادی ہے؟

تو پھر کس آزادی کا جشن منایا جائے؟ اُس آزادی کا، جو ہمارے پاس ہے ہی نہیں؟ یا اُس آزادی کا جو ہمیں عطا تو کی گئی تھی لیکن ہم نے اُسے پہچاننے اور جاننے کے بعد بھی اُس کی قدر نہ کی، اللہ کی اُس نعمت کا انکار کر دیا، کیا ہمارا حال مندرجہ ذیل آیت کے مطابق نہیں ہے:

(يَعْرِفُونَ نِعْمَتَ اللَّهِ ثُمَّ يُنْكِرُهَا وَيَأْتُوا بِكُفْرَانٍ) ﴿٨٣﴾ "وہ اللہ کی نعمتوں کو جانتے ہیں لیکن اُن نعمتوں (کو جانتے، پہچاننے کے باوجود اُن نعمتوں) کا انکار کرتے ہیں، اور اُن لوگوں کی اکثریت انکار کرنے والوں کی ہے"

ہم بحیثیت قوم، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو پہچاننے کے باوجود، جاننے کے باوجود، اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے اُس کی تابع فرمانی اختیار کرنے کی بجائے، اُس کی نافرمانیاں کر کے اُس کی عطا کردہ نعمتوں کا انکار کرتے ہیں، کیونکہ ہم آزاد ہیں!

اور آزادی کی خوش ماننا تو جتنا ہی ہے، اور خوشی کے اظہار کے لیے جشن منانے سے اچھا طریقہ بھلا کون سا ہو سکتا ہے؟ اور جشن منانا اُس وقت تک نہیں ہوتا جب تک اُس میں ذمہ و ذمہ دار، عسب و عسب، ناچ گانا، مرد و عورت کا اختلاط، وغیرہ نہ ہو، اگر یہ سب کچھ، یا ان میں سے کچھ نہ کیا جائے تو اپنے دین اور اخلاقیات سے آزاد خوشی کا اظہار ہو گا نہیں۔ پھر بھی اگر آپ، ایسی آزادی کا جشن منانا ہی چاہتے ہیں جس کوئی وجود ہی نہیں ہے، تو یہ بھی ضرور سوچئے گا کہ اُس جشن کا انجام کیا ہوگا؟ اُس کے بدلے میں کیا ملے گا؟ جس میں اللہ کی لعنت پانے والی آوازیں گونجتی رہی ہوں۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: "وآوازیں لعنتی ہیں، نعمت ملنے پر موسیقی کے آلات کی آواز، اور مصیبت آنے پر ماتم و نوحہ کی آواز۔" (سلسلہ الاحادیث الصحیحہ) اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم معاملات کو درست طور پر نہیں سمجھ سکیں اور حقیقی طور پر باعزت اور آزاد ہونے کی جرأت عطا فرمائے۔



Islam and only tried to perform my duty and made every possible contribution within my power to help our Nation. It has been my constant endeavor to try to bring about unity among Muslims, and I hope that in the great task of reconstruction and building up great and glorious Pakistan, that is ahead of us, you realize that solidarity is now more essential than it ever was for achieving Pakistan, which by the grace of God we have already done. I am sure that I shall have your fullest support in this mission. I want every Muslim to do his utmost and help me and support me in creating complete solidarity among the Muslims, and I am confident that you will not lag behind any other individual or part of Pakistan. We Muslims believe in one God, one book – the Holy Quran – and one Prophet. So we must stand united as one Nation.”

Jinnah also realized the importance of having an economic model that was in consistence with Islamic principles. Jinnah's aversion to the western economic system could be understood from the speech he made during the opening ceremony of the Peshawar Branch of the State Bank of Pakistan in 1948, where he famously said, “I shall watch with keenness the work of your research organization in evolving banking practices compatible with Islamic ideas of social and economic life. The economic system of the West has created almost insoluble problems for humanity and to many of us it appears that only a miracle can save it from disaster that is not facing the world. It has failed to do justice between man and man and to eradicate friction from the international field. On the contrary, it was largely responsible for the two world wars in the last half century. The adoption of Western economic theory and practice will not help us in achieving our goal of creating a happy and contented people. We must work our destiny in our own way and present to the world an economic system based on true Islamic concept of equality of manhood and social justice.” In his address to the Karachi Bar Association on 25 January 1948 Jinnah said, “Islam and its idealism have taught us democracy. Islam has taught equality of men, justice and fair-play to everybody. What we need is there for anyone to fear democracy, equality, freedom on the highest standard of integrity and on the basis of fair-play and justice for everybody.”

All in all, the false narrative woven by the secular and liberal sections of Pakistan is a house of cards

built on fabricated and misinterpreted versions of Jinnah's vision about Pakistan! Nothing could be farther than the truth. Contrary to the false and confused narratives and whatever absurd arguments they give in support of that, the fact remains that the raison d'être – the rationale for the creation of Pakistan – was both religious and ideological, with politics and economics playing the role of simply an 'executive brainstorming' for running the nascent country of Pakistan to be, after independence. The secular and liberal elements of Pakistan sound like a broken record, given the real historical perspective of the creation of Pakistan and all the present changes occurring around the globe right before their own eyes. Secularism and liberalism are now on a ventilator and soon to be dead and buried. Should that not be a wake-up call for us all to embrace the Truth and quit twisting facts and fabricating opinions?

Given the context, it is necessary for Pakistan to strengthen its ideological basis by practically establishing and making dominant the Absolute Sovereignty of Allah (SWT) in the country by moulding it into a true reflection of the Khilafat-e-Rashida, in letter and spirit. The ideology of Pakistan is a God-Given ideology and it is totally in sync with human nature at all levels. It is our obligation to spread and proliferate that ideology in the entire world, so that all rival false ideologies could be emphatically defeated. The imperative precondition for all of that to happen is that we must become a practical and tangible model of our ideology ourselves. May Allah (SWT) grant us the strength and courage to make Pakistan an ideal Islamic state, based on the lines of the Khilafat-e-Rashida. Aameen!

**Courtesy:** Perspective, the online Journal of Tazneem e Islami

**Link:** <https://www.tanzeem.org/magazines/15-perspective-august-01-to-15-2024/>

### دعائے مغفرت کی اپیل

☆ حلقہ پنجاب شمالی کے مقررہ رفیق عطاء الرحمن عباسی وفات پا گئے۔

برائے تعزیت (بنا): 0345-5253946

☆ حلقہ کراچی وسطی، جشن جمال کے رفیق سید محمد حسن وفات پا گئے۔

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔

تاریخین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُمَا وَارْحَمْهُمَا وَأَدْخِلْهُمَا فِي رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمَا حِسَابًا يُسِّرُهُمَا

# Quaid e Azam's Pakistan...

Raza ul Haq

As the 77th Independence Day of Pakistan, approaches, the secular and liberal sections of the country have increased their propaganda, once again, regarding the raison d'être for the creation of Pakistan, falsely claiming that Pakistan's rationale is economic and political, not religious. Almost all of these secular and liberal sections of our society, especially vocal in the English Press, use the fake narratives and quotes generated by Justice Munir, who mislead the entire nation by attributing forged quotes to Quaid-e-Azam, Muhammad Ali Jinnah, first in his Munir Report 1953, and then his (in)famous book, From Jinnah to Zia, 1980.

Let us set the record straight...

Jinnah was perfectly aware of the fact that Islam and theocracy were completely incompatible. While many continue to falsely associate Jinnah's references to the protection of minorities and tolerance of other creeds, with his alleged secularist ideology, Jinnah himself explained this in a broadcast talk to the people of Australia as Governor General on 19 February 1948, "The great majority of us are Muslims. We follow the teaching of the Prophet Mohammad (peace be upon him). We are members of the brotherhood of Islam in which all are equal in rights, dignity and self-respect. Consequently, we have a special and a very deep sense of unity. But make no mistake; Pakistan is not a theocracy or anything like it. Islam demands from us the tolerance of other creeds and we welcome in closest association with us all those who, of whatever creed, are themselves willing and ready to play their part as true and loyal citizens of Pakistan." This speech is further proof of the fact that Jinnah essentially attributed the equality in rights, dignity and self-respect, what many term as democratic principles – to Islam. He then further justifies his aversion to theocracy namely that it is contrary to the tenets of Islam, where a certain class of men place themselves above others to rule as religious dictators or stooges with 'Divine Law' very conveniently manipulated to suit their own vested interests. Therefore, Jinnah viewed democracy not in the secular sense but rather as part of the Islamic process. He used the word

'democracy' as though it were part of modern Islamic lexicon. Islam refers to this consultative process in fraternity as "Amruhum Shura Baynahum" or "Consult amongst thyselfes". The careful reader can also note that whilst Jinnah spoke against theocracy in the passage quoted above, he mentioned Islam in the very next sentence – not secularism as would be expected had he been a secularist. Most importantly, this passage has been taken from a speech which was made much after the 11 August 1947 speech where he supposedly declared his belief in secularism without actually saying the word.

As far as the speech made on 11 August 1947 is concerned, where Jinnah said, "You are free to go to your temples, you are free to go to your mosques or to any other place of worship in this State of Pakistan. You may belong to any religion or caste or creed. That has nothing to do with the business of the State," he made this statement because in the past the religion of the majority led to the discrimination against other religions and minorities, which is why he alluded to them in the course of the same speech in another excerpt conveniently ignored. "As you know, history shows that in England conditions, some time ago, were much worse than those prevailing in India today. The Roman Catholics and Protestants persecuted each other. Even now there are some States in existence where there are discriminations made and bars imposed against a particular class. Today, you might say with justice that Roman Catholics and Protestants do not exist; what exists now is that every man is a citizen, an equal citizen of Great Britain and they are all members of the Nation," Jinnah said in the same speech on 11 August 1947. Therefore, Jinnah was trying to emphasize the Islamic principle that the state is responsible for the wellbeing of its citizens on the basis of Islamic injunctions. Unity amongst Muslims, however, was a principle that needed to be pursued at all cost. In a speech made on 17 April 1948 Jinnah candidly emphasized the responsibility of the Muslims to stand united based on the fundamental tenets of Islam, "Whatever I have done, I did as a servant of



# MULTICAL-1000

Calcium + Vitamin C & B12 + Folic Acid (Sachets)



MULTICAL-1000 CONTAINS

## XTRA CALCIUM

Takes you away from  
**Malaise & Fatigue**



**Sweetened with Aspartame**  
 Aspartame is safe & FDA approved low  
 calories sweetener



**NABIQASIM INDUSTRIES (PVT) LTD**  
 5th Floor, Commerce Centre, Hadrat Mohani Road, Karachi-Pakistan  
 Email: info@nabiqasim.com website: www.nabiqasim.com UAN 111-742-762

your  
**Health**  
 our Devotion